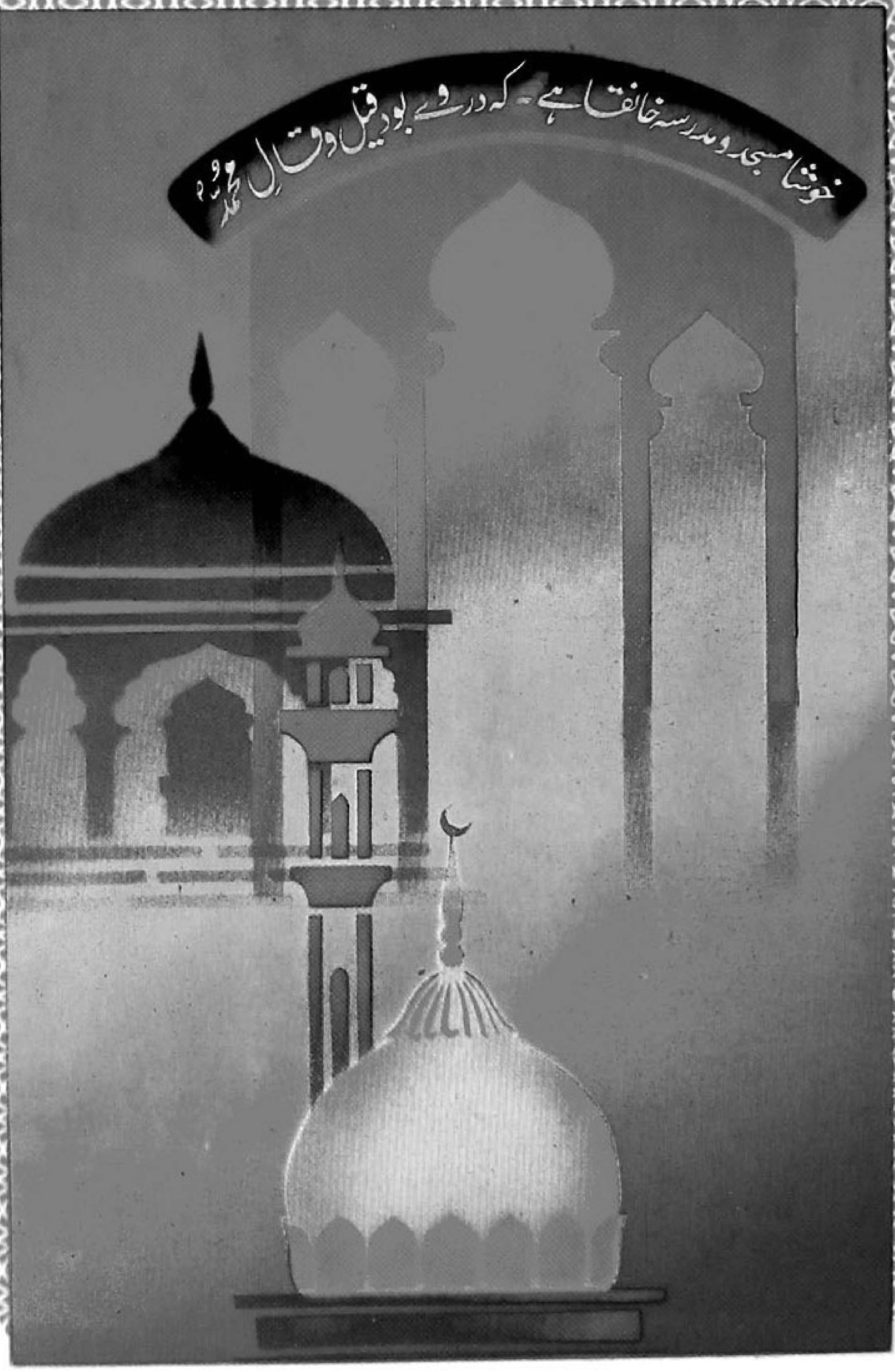

سلوک و مقصد سلوک

از افادات

صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی

Marfat.com

Marfat.com

سلوک مقصدِ سلوک

چند اہم مکاتیب

ایک تارکِ شریعت دعویدار، فقر و طریقت
کی غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے لکھے گئے
خطوط، جن میں سلوک و تصوف کی صحیح
ترین وضاحت کی گئی ہے۔ روحانی
حقائق سے باخبر ہونے کے لیے ایک اہم
تاریخی دستاویز، ظاہری و باطنی علوم
سے پوری طرح آگاہ ایک عارف
کامل و مکمل کے قلم حقیقت نگار سے
دل میں اُتر جانے والی مخلصانہ تحریر

از افادات

ترجمانِ حقیقت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی
رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر

کتاب ——— سلوک و مقصد سلوک

(مجموعہ مکاتیب)

ازافادات ——— حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی ؒ

ناشر ——— صاحبزادہ خالد سیف اللہ

ادارہ تصوف بیربل شریف

ضلع سرگودھا

زیر اہتمام ——— "زاویہ"

ہدیہ ———

ملنے کے مراکز

☆ ادارہ تصوف بیربل شریف ضلع سرگودھا

☆ ادارہ تصوف مسجد عمر موہنی روڈ لاہور

☆ ضیاالقرآن پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور

☆ المعارف داتا گنج بخش روڈ لاہور

☆ زاویہ ٹریڈرز 8/C دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گزارش احوال	5
پیش لفظ	7
مقدمہ	11
مکتوب اول	17
مکتوب دوم	33
مکتوب سوم	37
مکتوب چہارم	39
مکتوب پنجم	73
مکتوب ششم	77
مکتوب ہفتم	79
حواشی	81

Marfat.com

در کفے جام شریعت، در کفے سندان عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

○

ترجمہ

ایک ہاتھ میں شریعت کا جام اور دوسرے ہاتھ میں عشق کی سندان (اہرن)۔
ہر دنیا پرست (شریعت کے) پیالے اور (عشق کی) اہرن سے (برابر) نہیں نبھ سکتا۔

گزارش احوال

ترجمان حقیقت حضرت قبلہ مولانا محمد عمر بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تمام زندگی عرفان الہٰی کی جستجو اور اس کے فیضان کو عام کرنے میں گزری۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں جہاں دین داری تقویٰ اور للہیت سے معمور احباب کی قابل قدر جماعت تیار کی وہیں پر مفید عام' بامقصد تحریروں کے ذریعے سے بھی تبلیغ دین کا انتہائی موثر کام کیا۔ جسے قبول عام و خاص حاصل ہوا۔

اللہ رب العزت کے فضل سے گذشتہ کچھ عرصہ میں آپ کی تین گراں قدر تصانیف دوبارہ اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔ اب آپ کے چند انتہائی اہم اور نصیحت آموز مکاتیب کا مجموعہ پیش خدمت ہو رہا ہے۔

آپ کی تحریر سادہ' رواں دواں اور حشو و زوائد سے پاک ہے۔ خیالات وسیع مطالعہ اور گہرے تفکر پر مبنی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بات کو واضح کرنے اور سمجھانے کا ایک خاص اسلوب آپ کا نشان امتیاز ہے۔ تصوف کی صحیح ترین وضاحت اور موجودہ دور میں اس کے بارے میں پائے جانے والے ابہامات کے ازالے کے لئے ان تحریروں کا منظر عام پر آنا اور تمام علمی و عوامی حلقوں تک پہنچنا نہایت ضروری ہے۔

اس اہمیت کے پیش نظر "ادارہ تصوف" کی نشاۃ جدیدہ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ آپ کی تمام تصانیف مرحلہ وار اشاعت پذیر ہو جائیں گی۔ اور مختلف جرائد و رسائل میں بکھرے ہوئے آپ کے مضامین بھی مختلف مجموعوں کی صورت میں یکجا کر دیئے جائیں گے۔ اپنے مخلص احباب کے تعاون کے ساتھ ساتھ کتب تصوف کی طباعت و اشاعت کے وسیع اور معیاری پروگرام کی نیت سے معرض وجود میں آنے والا نیا ادارہ "زاویہ" بھی اس سلسلے میں ہمارا معاون و مدد گار ہے میں محض ایک ہفتہ کے مختصر نوٹس پر اس مجموعہ کی فوری اور دیدہ زیب طباعت پر ادارہ کے کارپردازان برادرم محمد رضاء الدین صدیقی اور عزیزم نجابت علی تارڑ صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ "زاویہ" اور "ادارہ تصوف" کا یہ اشتراک عمل آئندہ بھی افادیت اور خدمت کا باعث ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو بار آور کرے اور جزائے خیر دے۔ (آمین)

نیاز کیش

(صاحبزادہ) خالد سیف اللہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ مرتضویہ بیربل شریف

ضلع سرگودھا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ○

پیش لفظ

اس اشاعت کے دور میں اس کثرت سے لکھا جا رہا ہے۔ اور علوم و فنون کی اس قدر اشاعت و طباعت ہو رہی ہے۔ کہ جس کی مثال ملنا دشوار ہے۔ لیکن دین حقہ کے لئے کیا کچھ لکھا جا رہا ہے؟ اور تبلیغ اسلام و ایمان کے لئے کتنے اہل قلم مصروف کار ہیں؟ اس کا جواب ہر وہ شخص آسانی سے دے سکتا ہے۔ جس کو دین و ایمان کی حفاظت مطلوب ہے۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ عقلیں زندہ ہیں۔ اور دل مردہ۔ جس کا سعادت مند دل زندہ ہے۔ وہ شریعت اور طریقت کے احیاء و قیام ہی کو مقصد حیات سمجھتا ہے۔ شریعت جسم ہے اور طریقت جان۔

شاہ راہ شریعت پر چلنا بھی دشوار ہے۔ چہ جائیکہ طریقت کے پل صراط پر چلنا۔ اس دشوار گزار راستے یعنی طریقت میں منزل مقصود تک پہنچنے والے بہت ہی تھوڑے۔ سعادت مند ہوتے ہیں۔ صرف یہ راستہ اختیار کرنا مطلوب نہیں۔ بلکہ اس کی ہر باریکی اور دشواری کو مد نظر رکھنا مقصود ہے۔

در کفے جام شریعت' در کفے سندان عشق
ہر ہوسنا کے نہ داند جام و سنداں باختن

بہت سے لوگ صحیح جذبہ لے کر طریقت کے راستے چلتے ہیں۔ لیکن اس جان جہاں کے آداب ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور بھٹک جاتے ہیں۔

Marfat.com

اور وہ کبھی منزل مقصود کو نہیں پاتے سب سے بڑا الجھاوا یہ ہوتا ہے۔ کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں کا اتصال ہے۔ اور شریعت محمدی کے جسم پاک میں ہی طریقت محمدی ﷺ کی روح پاک رہ سکتی ہے۔ اور بس۔

حافظ سلطان بخش صاحب بی۔ اے ساکن للہ شریف ضلع جہلم ملٹری اکاونٹس میں ملازم تھے۔ ان کی طبیعت میں معرفت الہی کا شوق تھا۔ یہ تلاش مولا میں گھر سے نکلے۔ لیکن ظرف کی کمی تھی یا طبیعت میں تیزی کہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے۔ اور طریقت اور شریعت کو متقابل اور ضدیں سمجھتے ہوئے شریعت کی تذلیل کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ اور حرام' حلال کی تمیز اٹھا دی اور ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جن کا بیان بھی مشکل ہے' اور اس بے راہی کو عین طریقت سمجھ لیا اور خلاف شرع امور کی تبلیغ کو مقصد زندگی بنا لیا۔ اس حال میں ان کے ہادی طریقت کا اہم ترین فرض تھا۔ کہ وہ ان کی لگام کستے۔ اور ان کی آنکھیں کھولتے اور شریعت کے لباس میں طریقت کے انوار کا مشاہدہ کراتے۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ حافظ صاحب ہی نہ صرف اس غلط روش پر جمے رہے۔ بلکہ اس سلسلے میں بہت سے بندگان خدا اسی گمراہی کا شکار رہے۔

چونکہ حافظ صاحب للہ شریف کے مقیم ہونے کی بناء پر میرے قبلہ و کعبہ سید الاولیاء محبوب الہی قطب العالم حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ مرتضویہ بیربل شریف ضلع شاہ پور سے متعارف تھے۔ اس لئے اپنے ناقص حال کی مستی میں حضور کو بعض خطوط لکھے۔ جن کا مقصد یہ تھا کہ حضور ان کے ناقص حال کو سند کمال عنایت فرمائیں۔

Marfat.com

جس کے جواب میں حضور ﷺ نے سلوک اور مقصد سلوک کی دل پذیر تشریح فرمائی۔ ولایت کی حقیقت سے پردہ اٹھایا۔ اور اولیاء اللہ کے اوصاف گنوائے۔ اس راہ پر چلنے کے طریقے بتلائے۔ غلطیوں اور غلط فہمیوں سے آگاہ فرمایا اور حقیقت واضح فرمائی کہ شریعت اور طریقت میں اختلاف نہیں۔ بلکہ ان میں جسم اور روح کا اتحاد ہے۔ اور ذکر و فکر کے علاوہ اعمال شریعت اور طریقت میں اختلاف نہیں۔ بلکہ ان میں جسم و روح کا اتحاد ہے۔ اور ذکر و فکر کے علاوہ اعمال شریعت: نماز' روزہ بھی منزل مقصود کی سواریاں ہیں۔ اور صحابہ کرام کے راہ سلوک کے یہی اشغال تھے جن سے وہ واصل باللہ ہوئے۔ صرف تصور کی درستگی درکار ہے۔ تصوف کی بعض اصطلاحات کی نہایت آسان تشریح فرمائی۔ جو آپ کی تحریرات کا دستور ہے کہ فن کی مشکلات کو ایسی سہل تشریحات سے بیان فرماتے ہیں کہ پڑھنے والے کے دل سے فنی مشکلات کا خیال تک اٹھ جاتا ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

اور اپنے چند خطوط میں جس حقیقت کبریٰ کو واضح فرمایا وہ یہ ہے کہ نبوت اور رسالت پر ایمان لانے والے کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں کہ وہ نبوت کے طریق کار سے اجتناب کرے اور نبوت کے اعمال کے علاوہ کسی دوسرے عمل سے وصال الٰہی کا راستہ طے کرے۔

نیز واضح فرمایا کہ مجاذیب اور ملامتیہ لوگوں کا معاملہ اور ہے۔۔ اول الذکر کی نسبت توحیدی اتنی غالب ہو جاتی ہے کہ انہیں بے اختیار شاگرد استاد ازل بنایا جاتا ہے اور ایک دم اس پر اسرار توحیدی کھول دیئے

Marfat.com

جاتے ہیں۔ لیکن اس انتخاب میں کوئی تقلیدی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی یہ طریقہ کسی کی سنت کہہ کر جاری ہو سکتا ہے۔ یہ مذہب نہیں ہے یہ مرتبہ ہے۔

رہا ملامتیوں کا سوال! تو یہ صورت اس وقت پیش آئی جب نفس نے وصول الٰہی کے مثبت ذرائع میں زہر کی آمیزش شروع کر دی۔ تو بعض مخلصین نے صرف نفس کی خباثت روکنے کے لئے اور اس پاک کھانے سے زہر نکالنے کے لئے ملامت کے طریقہ کو جزوا" لے لیا۔ لیکن یہ بھی انفرادی اصلاحی صورت تھی عمومی طریق کار بھی اس کو نہ بنایا گیا۔

قبلہ عالم محبوب الٰہی حضرت مرشدنا دام ظلہ کی تمام تقریر و تحریر کا محور چونکہ فقر و تصوف ہے۔ اور اس میدان میں آپ کی زبان اور قلم سے وہ کچھ نکلتا ہے۔ جو اہل فقر اور اہل علم دونوں کے لئے یکساں مفید ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ادارہ تصوف لاہور نے حضور کی تمام تحریرات کو شائع کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ارادوں میں برکت عطا فرمائے۔ اور شریعت و طریقت کی خدمت ہمارا مقصود حیات بنائے۔ (آمین)

قبلہ عالم کا ادنیٰ غلام ناچیز
فضل احمد
احمد پارک موہنی روڈ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ○

مقدمہ

طریقت اور مذہب الگ الگ کوئی دو چیزیں یا حقیقتیں نہیں۔ بلکہ ایک ہی بنیاد خدا شناسی ہے۔ جسے عام الفاظ میں معرفت یا گیان کا نام دیا جاتا ہے۔ بلکہ مذہب کی جان طریقت یعنی شناسائی ذات وحدت ہے اور بس۔

لیکن بانی مذہب کی شناسائی کامل واکمل ہوتی ہے۔ اس کا مزاج کلی ہوتا ہے اور کائنات کے ذرہ ذرہ کے ساتھ وابستگی ہوتی ہے۔ بخلاف صاحب طریقت کے کہ اس کی شناسائی جزئی ہوتی ہے۔ اور یہ وقتی حالات سے وابستہ ہوتی ہے۔ اور خاص حالات سے تعلق رکھتی ہے۔

اصلی معیار مذہب ہے۔ نہ کہ طریقت۔ بلکہ طریقت وہی ہے جو مذہبی حدود کے اندر پھلے پھولے۔ اگر مذہبی حدود سے باہر نکل جائے تو وہ اپنا اعتدال اور موزونیت کھو بیٹھتی ہے۔

عشق و محبت آزاد ہے اور ہر قید سے پاک' ایسی صورت میں مذہبی پابندیوں میں طریقت کی جکڑ اگرچہ محمود نہیں۔ لیکن بدمستی کو بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اور کوئی فطرت صالحہ کسی بدخمار' بدمست کو پسند نہیں کرتی۔۔ اگرچہ ایک دنیا اس بدخماری کے نشہ میں بدمست ہو کر جھومتی ہے۔ لیکن جھومنا اور بات ہے اور عقل و فراست کا اعتدال اور دولت ہے۔

Marfat.com

اس لئے ہر وہ طریقت جو جادہ اعتدال سے نکل جائے۔ کسی صورت معاشرہ برداشت نہیں کر سکتا۔

دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی معیاری زندگی بہت بلند ہے۔ اور انسانی فطرت کے ہر جذبہ پر حدود فطرت الہیہ اور کلیے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ اور ہر فعل پر اعتدال کا معیار نمایاں کیا گیا۔ ایسی صورت میں اسلام کے اندر ہر وہ طریقت جو معیار اسلام پر برابر نہ بیٹھے وہ مردود قرار دی گئی۔

خواہ اس کی فطری جاذبیت کتنی ہی عالمگیر ہو۔ اور ہر کہ ومہ کو کھا رہی ہو۔ کیونکہ یہ وقتی حالات کے مطابق تو شاید کچھ پسندیدہ ہو۔ لیکن عالمگیر حالات کے لئے کسی صورت موزوں اور مناسب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہو نکلتے ہیں۔ اور وہ "صراط مستقیم" جو جادہ اعتدال کے لئے اللہ کی طرف فطرت کاملہ نے تیار کر رکھا ہے۔ وہی ہر زمانہ کے لئے مفید اور موزوں ہوتا ہے۔

یہ جو کچھ لکھا گیا' اس طریقت کے لئے لکھا گیا' جس کے اندر محبت الہیہ کی آگ سلگتی ہو۔ اور شعلہ زن ہو۔ اور جس کے اثرات ظاہر و باطن عیاں ہوں۔ نہ اس طریقت کے لئے جو صرف نام اور رسم کی ہو۔ اور جس کے اندر بناوٹ کے سوا کچھ نہ ہو۔ ایسی طریقت تو ذکر کرنے کے قابل بھی نہیں۔ اور وہ خود اور اس کے پجاری اس دنیا اور اس عالم میں دوزخ کے چٹخارے لے رہے ہیں۔ وہ طریقت ہی کیا ہے۔ جو اعتدال انسانی عقلی اور روحانی کھو بیٹھے۔ اور یکسو ہو کر مخلوقات کی ہدایت شرعی کا باعث نہ ہو۔ باطنی راہ آزاد ہے' لیکن ظاہری راہ شریعت کے اندر محدود۔ اگر ایک ذرہ

بھی ادھر ادھر نکلے تو خاسر ہے۔ وہ اپنا نقصان نہیں بلکہ دنیائے اسلام کا نقصان کرتا ہے۔ جس کی تلافی کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی درگزر کے قابل ہے۔

مجھے ان لوگوں سے ہمیشہ محبت رہی' جو اس راہ محبت الیہ میں چلتے ہیں۔ خصوصاً جو سربکف اور کفن بردوش ہو کر دنیا کو خیر آباد کہہ دیتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی جذبہ نہیں۔ ایک پاک جذبہ ہے جس سے خدائے قدوس تک رسائی کے منازل طے کرنے ہوتے ہیں۔ راستہ بہت دشوار' جتنا خیال کیا جاوے (ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں) لیکن ترک دنیا کرکے کوئی قدم باہر نکالے تو ہر منزل آسان ہو جاتی ہے۔ اور ہر کٹھن منزل پہنچے سے پہلے سر ہو جاتی ہے۔

حافظ سلطان بخش صاحب (بی۔ اے) بھی ان نوجوانوں سے ہیں۔ جنھوں نے اس راہ محبت کے طے کرنے میں دنیا کو ترک کیا۔ بیوی بچے دوست احباب چھوڑے ملازمت کو خیرباد کہا۔

لیکن جیسے کہا گیا ہے۔ اس راہ کے نشیب و فراز ایسے ہیں کہ سالک بے خبر ہو کر بعض وقت دین اور ایمان تک قربان کر دیتا ہے۔ منزل مقصود پر اگر کوئی پہنچ جائے۔ پھر تو کچھ ہاتھ آگیا اور استقامت سے وقت گزر گیا۔ ورنہ دین و ایمان کی بربادی کی ایسی گمراہی میں سالک پھنس گیا۔ جس سے خلاصی موت سے ہو جائے تو ہو جائے' ورنہ دشت محبت کی وادی میں بھٹک کر عشق و محبت کے نام سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ اور اسے پتہ تک نہیں رہتا کہ کیا تھا کیا ہوا اور کیا ہو گا۔ محض رسما دروازے پر پڑے پڑے جان دے دیتا ہے۔

موصوف سے تحریرات کی وجہ سے شناسائی ہو گئی' اور وہ کچھ ان سے دیکھا۔ جو دیکھنے کے قابل نہ تھا۔ از راہ محبت ان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً ان کے بعض خطوط کے جواب دیئے گئے اور بعض تحریرات ان کی طلب پر لکھی گئیں۔ جن سے سلوک اور مقصد سلوک واضح کرنا مقصود تھا۔

احباب نے پڑھنے کے بعد اسے اشاعت میں لانے کا خیال پختہ کر لیا۔ چنانچہ عزیز قاضی محمد رضا صاحب نے ایک خدمت طریقت خیال کرتے ہوئے تمام اشاعت کے مصارف اپنے ذمے لئے۔ اللہ تعالٰی عزیز موصوف کو اپنا بنائے اور صراط مستقیم پر چلتے ہوئے اپنے دروازہ معرفت تک پہنچائے۔ اور وہ کچھ دکھائے جس کے دیکھنے کے لئے ایک دنیائے پاک سرگرداں ہے۔ (آمین)

اور اہل طریقت کے لئے یہ تحریر سنگ میل راہ بنائے اور "چراغ راہ" کا کام دے۔ اور شریعت غرا کا احترام اہل طریقت میں پیدا ہو۔

ان میں دو مکتوب تفصیل وار میں ہیں۔ باقی اجمالی خاکے ہیں۔ لیکن یہ بھی اپنے اندر بہت بڑی تفصیل چاہتے ہیں۔ یہ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اس راہ میں قدم زن ہو چکے ہیں۔ اور جن کی استعداد علمی اور روحانی بلند ہے۔

پہلا خط اس جواب میں لکھا گیا کہ حافظ صاحب نے استدعا کی کہ اگر میں ان کے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں تو اسلام کو بہت بڑا فائدہ ہو گا۔ جس پر بے اختیار ولایت کی حقیقت فطرتی پر چند صفحے لکھے

Marfat.com

گئے۔ اگر غور و فکر سے پڑھے جائیں گے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ مزاج ولایت سے واقفیت ہونے کے بعد وہ تمام عقدے حل ہو جاویں گے۔ جو سالکین کو مدرارج ولایت میں پیدا ہوتے ہیں۔

اور مکتوب چہارم غور سے پڑھنے کے بعد رہبر اور مربی کے اوصاف ضروریہ سامنے آجاویں گے۔ کہ مربی کس درجہ کا ایک کامل سالک کے لئے ہونا چاہئے۔ اور سالک کیسے منازل طے کرے۔ اور منازل کیا ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ اھل نظر، غور و فکر سے میری تحریرات پڑھنے کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

طالب دعا

محمد عمر (کان اللہ لہ)

بیربل........۶۲-۷-۱۲

۱۰ صفر المظفر ۱۳۸۲ھ

Marfat.com

Marfat.com

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محو مطلق شود ہمہ عالم
گر نقاب از جمال بکشائی

کرمفرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفہ'

السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔ خیریت مزاج مطلوب!

جب کبھی خط آتا ہے۔ تو بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ کہ نوجوان صاحبزادگی میں "مذاق سلیم" ہے۔ اور ایک بلند مسند پر تشریف رکھتے ہوئے درویشی اور بوریا نشینی کا شوق ہے۔ ایسے حال میں ہم خاکساران درگاہ طریقت کو آپ خود خیال فرمادیں۔ کتنی خوشی ہوگی۔ اور کتنی دعائیں ہماری اس خوشی میں لپٹی ہوئی نکلی ہوں گی۔ اپنا حال کیا عرض کروں۔

چہل سال عمر عزیزم گذشت
مزاج من از حال طفلی نگشت

سفر سے سیری ہوئی ہو تو ۷۰۔ ۷۲ سال گزار کر۔ الحمد اللہ آپ کو یہ دولت جوانی کے عالم میں نصیب ہوئی آپ نے لکھا ہے کہ "نور الاسلام" میں "حقائق قرآنی" کا مطالعہ سفر میں یار غار کا کام دیتا ہے الحمد

Marfat.com

اللہ۔

مگر صاحبدلے روزے برحمت

کند درکار ایں مسکیں دعائے

ایک آپ کے مخلص حافظ سلطان بخش صاحب نے حال و قال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "کہ یہ خدمت دین بقیہ عمر میں ضروری ہے" بے شک ضروری ہے۔ لیکن کیا کروں کہ جب میری تحریرات کے ساتھ مقبولیت عامہ نہیں۔ تو ردی کی ٹوکری میں نذر کرنے کے لئے کیوں اپنا خون خشک کروں۔ آپ لوگوں کی دعا کی ضرورت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان تحریرات کو جو خالصتاً بوجہ اللہ لکھی گئی ہیں۔ ان کو قبول فرماوے اور مقبولیت عامہ کا جامہ اللہ تعالیٰ انہیں پہنائے

آپ خود جانتے ہیں۔ جب کسی خیال کی قدر ہوتی ہے۔ تو قدرتا خیال ابھرتا ہے اور فراوانی کے ساتھ بہاو شروع ہو جاتا ہے۔

حسین کے حسن پر جب کسی کی نظر جمتی ہے۔ تو حسین کے اندر خوبخود ناز و نیاز کے جوہر نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ آپ کے چچا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جب کچھ میرا لکھا پڑھتے ہیں۔ تو یہی بے اختیار لکھتے ہیں۔ کہ کاش شائع ہوتے۔ تاکہ ضائع نہ ہوتے۔ شائع کرنے کرانے کے سامان تو ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب تک ذہن متوجہ نہ ہوں شائع کرنے کا کیا فائدہ۔

آپ نے کئی بار لکھا ہے کہ اجازت ہو' ہم شائع کرا دیتے ہیں' تو یہی عرض کیا گیا' خیال تو پختہ ہے کہ کوئی صورت ان کی اشاعت کی نکل آتی۔ اور میں اپنی آنکھوں دیکھ جاتا۔ کہ اہل تصوف کے سوا بدظن لوگ بھی پڑھتے۔ لیکن میرے اختیار کی بات نہیں۔

Marfat.com

خدا معلوم صحیح ہے یا غلط' اپنے انداز پر ابھی تک کسی نے ان کا مطالعہ نہیں کیا اور نہ وہ حقیقت سامنے آئی جو لکھنے والے سامنے لکھتے وقت تھی۔

نظر اتنی بلند لکھتے ہو جاتی ہے۔ کہ پڑھنے والے کے ذہن سے بہت بلند ہوتی ہے۔ اور تحریر کی سادگی اس کی بلندی کی طرف اسے متوجہ ہونے نہیں دیتی۔ وہ سادہ مطلب لے کر خوش ذوق ہو جاتا ہے۔

بعض احباب سے مشورہ ہو رہا ہے کہ سردست کون سا مضمون پہلے شائع کیا جائے؟ اور کیسے اچھے مذاق کے تعلیم یافتگان تک پہنچایا جاوے؟ اور اس کے اخراجات کا کیا طریقہ اختیار کیا جاوے۔ امید ہے کہ آنجناب بھی اپنی دلچسپی کی وجہ سے اس انتخاب میں مشورہ دے کر ممنون فرماویں گے۔

قرآنی حقائق کے دو حصے شائع ہو چکے۔ تیسرا حصہ جو بہت سا ہے۔ غالباً ڈیڑھ سو صفحہ کی کتاب ہوگی۔ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ اسے اچھی صورت میں طبع کرا کر شائع کیا جاوے۔

حافظ صاحب کے خط سے جو تاثر پیدا ہوا۔ وہ میرے خیالات کے لئے ایک تازیانہ تھا۔ اور میں اس پر بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ لیکن آپ کو چار صفحے لکھنے کے بعد کوئی رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اور آج پانچویں دن جب یہ حروف لکھ رہا ہوں تو خیال کا ابال کم ہو گیا ہے اور خیالات ٹھنڈے پڑ گئے۔

لکھنا تو یہ چاہتا تھا کہ محبت اور عشق میں کیا فرق ہے اور کہ دنیا کی زندگی "پندار" پر ہو لیکن زندگی کا محبت پر مدار ہے یا خودی (پندار) پر؟

Marfat.com

عام خیال یہی ہے کہ پندار پر زندگی' زندگی ہے۔ اور میرے خیال میں گو زندگی کا سہارا محبت اور صرف محبت پر ہے اور اس کے سوا زندگی نہیں رہتی۔ بلکہ ایک موت ہے۔ گو جسم ہلتا جلتا اور چلتا پھرتا رہتا ہے۔

جس طرح غذا کے سوا زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح محبت کے سوا روحی زندگی قائم نہیں رہ سکتی اور قرآن حکیم شاہد ہے۔

زین للناس حب الشہوات○

ترجمہ:۔ شہوات کی محبت کو لوگوں کے لئے زینت دی گئی۔

محبت کی ابتداء انس سے شروع ہوتی ہے۔ اور وسطی کڑی عشق ہے۔ اور آخری کڑی محبت ہے۔ انس و عشق میں دوئی ہے۔ عاشق و معشوق میں غیریت خیال ہے لیکن محبت میں یکسوئی خیالات محب اور محبوب میں ہو جاتی ہے۔ عاشق راز دان معشوق نہیں۔ لیکن محب رازدار الفت محبوب ہے۔

محبت کا تخم عام ہے۔ لیکن بے جان اور خیالات کی محبت میں وہ لطف نہیں جو جاندار کی محبت میں ہے اور پھر جاندار کی محبت میں وہ سوز و گداز نہیں جو انسان کی محبت میں ہے۔ لیکن جب اس محبت کا مطمع نظر کائنات عالم کی جان پر جا گرتا ہے تو یہ محبت وہ راز ہائے الفت پیدا کرتی ہے' جو راز ہائے محبوب لامحدود کے مقابل میں ہوتے ہیں۔ اور وہ اسرار کھلتے ہیں۔ جو دنیا اور مافیہا کو گھیر لیتے ہیں۔ اور سوز و ساز کے وہ شعلے اٹھتے ہیں جو مرنے کے بعد بھی سدا بہار رہتے ہیں۔ اور ابدی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔

Marfat.com

اور اگر مادہ لطیف ہے تو تیل یا پیٹرول کی طرح گرمی کم اور روشنی زیادہ نقصان کم اور بہت کم لیکن فائدہ اور روشنی ایک دنیا کے لئے موجود ہوتی ہے۔

سالکین راہ ہدایت کے لئے اس قانون پر اگر نظر ڈال لی جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ کون ولی اللہ صاحب نظر ہے اور کون صاحب لفظ۔ اور کون اس سے بڑھ کر عارف ربانی۔

عارف وہی ہے جو اپنے جان کائنات (خدا) کا کلی عکس ہو اور دنیا کی حقیقت اس کے دل کے اندر منعکس ہو۔ کہ تمام کائنات کے اقدار اپنی اپنی مناسبت اور اپنی اپنی موزونیت سے اپنی اپنی جگہ برابر دکھائی دے رہے ہوں۔ اور عارف المصباح فی زجاجہO الزجاجہ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکہ زیتونہ لا شرقیہ و لا غربیہ یکاد زیتہا یضیی ولو لم تمسسہ نارO نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء۔ کا نمونہ ہے۔

(ترجمہ:۔ چراغ ایک شیشہ میں ہے اور شیشہ گویا وہ ایک چمکتا ستارہ ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ سورج نکلنے کی طرف ہے اور نہ سورج ڈوبنے کی طرف۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بن آگ لگائے روشن ہو جائے۔ نور کے اوپر نور ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔)

وارفتگی صاحب حال پر وارد ہوتی ہے اور اسے اپنے آپ سے بھی بے خبر بنا دیتی ہے۔ گو دوسرے اس سے متاثر زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے حال سے ناواقف ہوتا ہے۔ یہی حال ہے صاحب لفظ اور صاحب

تصرف کا۔ کہ حال کے غلبہ سے سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن نہ علت کا پتہ ہے نہ معلول کا نشان۔

لیکن صاحب عرفان کے لئے ایک ایک پتہ ایک ایک ذرہ اپنے حال سے خود اس کے سامنے گویاں ہوتا ہے اور تمام کائنات اپنی زبان سے اپنی حقیقت اس کے سامنے پیش کر رہی ہوتی ہے۔ یہ خود پیاسا نہیں اور نہ کسی کی پیاس بجھانے کے لئے پریشان' اس کی آنکھیں مقادیر اعلیٰ کے سوا کچھ نہیں دیکھتیں۔ اپنی ہستی گم' اس کی ہستی گم۔ آئندہ جو کچھ اسے خیال کر لیا جاوے بجا۔ دنیا بگڑے' سنورے' اس سے واسطہ نہیں وہ خود وہی کچھ ہے جو کچھ وہ خود ہیں۔ اس کے سوا جیسے وہ بے نام و نشان ظاہر و باہر ہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ ہو گا۔ ایسے ہی چلتا ہے جیسے چلتا ہے۔ تمام افکار سے پاک۔ ہر قسم کی خوشی و غم سے نجات۔

ہاں! جب بشریت کے تقاضے سر نکالتے ہیں تو پھر آناً فاناً وہ تمام تقاضے ان کے سر پر ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک عام انسان کی سطح میں اترتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ اپنی زبان سے نہیں بلکہ دل سے کہتے ہیں۔ انما انا بشر مثلکم۔ تاکہ کوئی ان کی دوسری حالت پر خیال ے جو گزر گئی۔

گہے برطارم اعلیٰ نشینم
گہے برپشت پائے خود نہ بینم

ترجمہ:۔ کبھی تو ہم آسمان اعلیٰ پر ہوتے ہیں۔ اور کبھی اپنی پیٹھ پیچھے نہیں دیکھتے۔

اس وقت ایک سرا علام الغیوب کے دست قدرت میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور دوسرا سرا مخلوق کے ہاتھ میں اور حکم ہوتا ہے۔ واعتصموا[10] بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ وما تشاؤن الا ان یشاء[11] اللہ۔ کا صحیح نمونہ جہاں وہ خود ہوتا ہے۔ وہاں وہ خود اس راز سے بھی واقف ہو جاتا ہے کہ خیر و شر کے مالک و خالق خود ہی تو سرکار ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے حکم کا پابند۔ اس کے ساتھ ان اللہ کان[12] علیما حکیما یدخل من یشاء فی رحمتہ و الظالمین اعدلھم عذابا الیما○ پر ایمان کھلم کھلا ہوتا ہے۔ اور یہ شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ رحمت کیسی ہے اور ظلم پر عذاب کیسے؟ جب خود ہی غافل اور خود ہی اپنی مشیت کے مالک ہیں۔

لیکن لطف یہ ہے کہ عکس تجلی کے باوجود یعنی فاوحی الی[13] عبدہ ما اوحی اور ما زاغ البصر وما طغی کے بشریت کے تقاضوں پر " فاستقم کما امرت فلا تتبع الھوی[14] فیضلک عن سبیل○ کے تازیانے سر پر پھرتے ہیں۔ ایسے حال میں سرا سر نور کہا جاوے یا بشر دونوں برابر' جب یہ ہیں تو یہ' جب وہ ہیں تو' وہ۔ دونوں پلڑے برابر۔ فرش پر بھی ہیں اور عرش پر بھی۔ غرض کائنات کا حقیقی منبع جسم ہے تو..... اور روح ہے تو "بے مثل و بے مثال"

مثل بوئے گل ہیں ظاہر صاف دکھلاتے نہیں۔

نہ کھل کر سامنے آتے ہیں' اور نہ چادر میں لپٹ کر پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جب اضطرار محبت بڑھتا ہے۔ تو سامنے آجاتے ہیں۔ اور جب ذرا تسکین ہو جاتی ہے تو خلوت میں چلے جاتے ہیں۔ قرآن کا حکم شاہد ہے۔

Marfat.com

فوجدک ضالا۔ (حیران) فھدی ہدایت (روشنی) کیا ہے؟ وہی خود ہیں اور جب طبیعت کھلنے ملنے لگتی ہے۔ تو گم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اضطرار کمال پر پہنچتا ہے۔ تو ہنستے ہوئے کہہ دیتے ہیں۔ وما ودعک ربک وما قلیO وللاخرۃ خیرلک من الاولیO

فطری محبت والے سعادت مند بہت کم ہیں اور خمیر محبت تو دنیا کے ہر انسان کے اندر حسب حکمت رکھا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کا انس تو اس ذات اقدس کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن انس کو عشق اور محبت کے درجہ پر لانے کے لئے ذکر اللہ کرایا جاتا ہے۔ اور فرمایا جاتا ہے۔ فاذکرونی اذکرکم۔ جب یہ ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ تو خالق اکبر کی محبت میں بھی لہریں اٹھنے لگتی ہیں۔ اور جوش محبت کا اظہار اذکرکم میں فرماتے ہیں۔ پہلی طبع کے بزرگ حقیقی ولی اللہ ہوتے ہیں۔ اور دوسری طبع کے لوگ ہم رنگ ولی ہو جاتے ہیں۔ یہ ہمرنگ ولی اپنے اپنے اوصاف ذاتی کی وجہ سے لاکھوں قسموں میں بٹ جاتے ہیں۔ جیسے ہر گل کا رنگ و بوا الگ ہے۔ ایسے ہی ہر ولی اللہ کا رنگ بھی اپنا مخصوص رنگ ہو جاتا ہے۔ بلھے شاہ کو دیکھو اور شاہ عنایت کو دیکھو۔ ایک پیر اور ایک مرید۔ لیکن عرش فرش کا فرق ہے۔ شاہ عنایت اپنے مرید سے کتنے ہی بلند ہوں گے۔ لیکن آج تو بلھا شاہ کی حکومت ہے شاہ عنایت سے واسطہ تک نہیں۔

بخلاف بلھے شاہ گھر گھر ڈھولکی ہے اور بلھا ہے۔ اور سوز و ساز سے دنیا مست ہو رہی ہے۔ کیا حقیقتاً عنایت شاہ سے بلند تھے۔ نہیں۔ ایک جذبہ عشق تھا۔ جس کی آتش نے بلھے شاہ کو بھڑکا دیا۔ جہاں سرکار پیر تھے وہاں شاہ صاحب کی پہنچ کہاں۔ یہ تو عشق کی چنگاریاں تھیں جو چمک کر

Marfat.com

گریبانوں میں آگریں اور گریبانوں میں آگ لگ گئی۔ ورنہ اس حقیقت سے کیا سروکار جو سید المرسلین الاولین و الاخرین ﷺ میں تھی۔

دعا و نگاہ:

اضطرار کے تخمیر پر دعا کے لطائف و کلمات اٹھتے ہیں اور جب وہ شدت پکڑتے ہیں او محبت سے بھرپور ہوتے ہیں۔ تو قبولیت کا ثمرہ آجاتا ہے۔ لیکن اب دعا ایک رسم ہو گئی ہے۔ ایسی صورت میں ثمرہ کیونکر حاصل ہو۔ جبکہ دعا کا تخم یا جڑ نہ ہو۔

یہی حالت ذکر و اوراد کی ہے۔ ذکر و اذکار محبت کی آتش سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کا ثمرہ معارف و اسراء کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ جو سراسر روشنی اور ہدایت ہوتی ہے۔

لیکن محبت کے بغیر ذکر و اذکار ہوں۔ اور رسمایہ کیا جاوے تو کیا اس صورت میں یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ جڑ کے بغیر ان کے برکات وارد ہوں؟ اور اگر کچھ برکات رسما دکھائی بھی دیں تو کیا ان کے اندر کوئی حلاوت اور چاشنی ہو گی؟ اور ایسے بے ذوق کھانے سے طبیعت میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے؟

محبت کا تخم ہو تو پھر ذکر و اذکار ضرور تخم کو بڑھاتے ہیں اور محبت کے بڑھانے کے لئے اہل دل نے اسے ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن موجودہ حال میں اہل تصوف اس شغل ذکر کو طریقت کی رسم سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ اور اول آخر کے ابتدا و انتہا پر نظر نہیں رکھتے نتیجہ وہی ہے کہ ثمرہ کچھ نہیں آتا۔ اور دل کی بہار ویران اور خشک ہو جاتی ہے۔ اور دل کا

Marfat.com

سبزہ زار ہمیشہ کے لئے مرجھا جاتا ہے۔ جس کا علاج صاحب نظر کی نظر کے سوا کوئی نہیں۔

دیکھئے جب دنیا کے بادشاہ کی نگاہ کا یہ اثر ہے کہ دو جہاں کی قیمت ایک نگاہ پر قربان ہے۔ اور ایک چشم محبوب کی نگاہ پر جان و ایمان قربان ہو نکلتے ہیں۔ تو ولی اللہ کی نگاہ کرم کیونکر وہ کچھ نہ کرے۔ جن کی طرف انبیا نسبت ہے۔ اور جس کی وجہ سے ولی اللہ کہلاتے ہیں۔

اہل دل کے پاس ہے ہی کیا؟ صرف یہ نگاہ! اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ نگاہ کی تیغ بازی وہ سپاہ کی تیغ بازی

جب کسی حسین کی آنکھ کے غمزے کسی حسرت زدہ دل پر گرتے ہیں۔ تو دنیا و مافیہا بھول جاتا ہے۔ ایسے ہی جب کسی عارف ربانی کی نظر کسی کافر کے دل پر بجلی ہو کر گرتی ہے۔ تو اس کے بال بال سے اللہ ھو۔ اللہ ھو۔ لا الہ الا ھو۔ نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور ایسا مسلمان ہوتا ہے۔ کہ دنیا کی گنگا میں دس لاکھ اشنان بھی اسے کرائے جائیں۔ تو دل کافری اختیار نہیں کر سکتا۔ اور مرتے دم تک ھو۔ ھو کی لے میں دم گزارتا ہے۔ اور اسی پر جان دیتا ہے۔

ہاں! گئے وہ
جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گئے۔

لیکن ان کی دوکان بڑھانے کا یہ مطلب تو نہیں۔ کہ یہ حقیقت دنیا سے اٹھ جائے یا اٹھا دی جائے اور یہ کہہ دیا جائے۔ کوئی ہے' تو لائیے!

Marfat.com

لیکن کوئی یہ نہیں دیکھتا۔ ان قبروں والوں میں لاکھوں ایسے سوئے پڑے ہیں۔ کہ جن کی زندگی تمام کی تمام اس مشاہدہ سے لبریز' تاریخ کے اوراق میں موجود ہے۔ اور یہ مشاہدہ تواتر پر ہے صاحب نظر دنیا سے اٹھ گئے۔ کیونکہ نظر' نظر کو بند کرنے اور حسیات سے نظر اٹھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک عام تماشائی کی طرح نظر زمین و آسمان کے قلابے ملاتی رہے تو اس نظر کے اندر تریاق جذب و محبت کیسے پیدا ہو۔ کیونکہ نظر کھلنے سے دل کے فوارے کھل جاتے ہیں۔ اور جو کچھ دل کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں فوراً نکل جاتی ہیں اور محبت ہونے سے پہلے بیکار ہوا میں اڑ جاتی ہیں۔

نگاہ کی جولانئے عمل بھی اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب نگاہ کو ایک زمانہ تک بند رکھا جائے۔ یہاں تک کہ نگاہ کرم اور نگاہ غضب جنت' دوزخ کا نمونہ بن جائے اور پھر بھی یہ خزانہ محفوظ رہے۔ اور ضرورت پر صرف ایک نگاہ غلط سے دنیائے عالم کو مسخر کر کے بند کر لیا جائے۔

گفتائے　تمتش　گفتم　نگا
ہے
گفتا　کم　کن　گفتم　کہ　گاہے

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسی اسلام اور اسی تصوف کی حقیقت سے آشنا کر کے ان کو اصلی اور حقیقی اسلام اور حقیقی تصوف کی طرف متوجہ فرمائے اور اس کا مشتاق بنائے۔

تاکہ یہ عالم رنگ و بو پھر اپنے اصلی روپ میں سراسر رحمت کا نمونہ ہو۔ اور دنیائے اسلام برکات الہیہ سے بھرپور نظر آئے۔ اور ساری دنیا دیکھ لے کہ اسلام کا شہنشاہ حقیقی رب العالمین اپنے تمام جلوہ ہائے قدیمانہ اور جدیدانہ سے تخت عرش پر متمکن نہ جلوہ افروز ہے۔ اور کسی نہ

Marfat.com

مجال دم زدن نہ رہے۔ اور توہی تو کی آواز ہر سمت ہو۔ لمن الیوم۔ للہ الواحد القہار کی صدا سنے۔

اولیاء اللہ (رحمھم اللہ تعالیٰ) کی اقسام

صاحب نظر:۔ جب محبت دل پر غالب ہوتی ہے۔ اور محبت کی گرمی دل کو گرم کرتی ہے۔ تو محبت جوش میں آکر باہر نکلنا چاہتی ہے۔ اس وقت یا تو محبت کا رخ زبان کی طرف ہو جاتا ہے یا آنکھ کی طرف۔ عموماً محبت کا جوش خمار کی صورت میں آنکھوں میں شعلہ زن ہوتا ہے۔ اس وقت خمار آلودہ نگاہ جس پر پڑتی ہے۔ وہ اسے کھا جاتی ہے۔ اور پھر یہ نگاہ آنکھوں کے ذریعہ مجذوب کے دل پر بجلی کی طرح جا گرتی ہے۔ اور یکدم تمام متاعِ دل (خیالات) جل اٹھتا ہے۔ اور صاحب نظر کی محبت کے سوا دل میں کچھ نہیں رہتا۔ پھر اگر صاحب نظر کی جاذبیت میں تیزی ہو۔ اور محبت کا ثمرہ پختہ ہو۔ تو پھر یہ نگاہ ابر آلود کی چنگاری دل میں کبھی بھی نہیں بجھتی۔ خواہ اس کے بجھانے کے لئے کتنے ہی جتن کئے جاویں۔ حتیٰ کہ موت آجاوے اور پھر قبر میں بھی یہ چنگاری سلگتی رہتی ہے۔

اور اگر محبت میں استقامت نہیں ہوتی اور تیزی کم ہوتی ہے۔ تو مطمح نظر یا مورد نظر پر ایک تجلی تو ضرور وارد ہو گی۔ لیکن آہستہ آہستہ وارفتگی کم ہو کر دل ایک خاکستر ہونے کے بعد ہوائے نفس سے اور دنیا سے زندہ ہو جائے گا۔ اور پھر تمام ساز و سامان دنیاوی دل مہیا کرکے ایک دنیادار ہو نکلے گا۔

ذکر دنیا نفس مردہ کو ہوا آب بقا
مر کے یہ سیماب پھر زندہ دوبارہ ہو گیا

صاحب لفظ:۔ محبت جب جوش کھاتی ہے اور دل کو گھیر لیتی ہے تو صاحب دل کے ارادہ کو کھا جاتی ہے۔ اور اسے بے ارادہ کر دیتی ہے۔ اس وقت صاحب محبت جو کچھ منہ سے نکالتا ہے۔ وہ سراسر عکس روحانی ہوتا ہے۔ اور وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی O کی تصویر ہوتی ہے ہوا سے مقصود اپنا نفسی ارادہ ہے۔ وہ گم ہونے کے بعد جو کچھ ہوتا ہے۔ سراسر ذات اقدس کے انعکاس ہوتے ہیں۔

لیکن صاحب لفظ کی نظر میں وہ جاذبیت نہیں ہوتی۔ جو صاحب نظر میں آجاتی ہے۔ گو صاحب لفظ کو دنیا جانے۔ لیکن انسانی دلوں کو مسخر کرنے میں کچھ زیادہ محبوبیت کا رنگ نہیں ہوتا۔ بخلاف صاحب نظر کے وہ سراسر محبوبیت کی شان میں ہوتا ہے۔

صاحب دل:۔ محبت جوش تو کھاتی ہے لیکن دل کی وسعت اتنی ہوتی ہے کہ محبت اس کے اندر سمٹی رہا کرتی ہے۔ نہ تو وہ دماغ پر بجلی گراتی ہے۔ اور نہ آنکھوں میں کچھ زیادہ دیر خمار لاتی ہے۔ اور نہ زبان بے قابو ہوتی ہے۔ بلکہ

دل دریا سمندروں ڈونگے
کون دلاں دیاں جانے ھو

ایک بحر ذخار کی طرح اندر اندر تو تلاطم ہے۔ لیکن ظاہر جسم میں پورا سکون۔ آنکھ ہے تو روشن۔ زبان ہے تو شیریں۔ اعضاء ہیں تو

Marfat.com

پرسکون۔ دل' دماغ پر ایک وقار ہے۔ اور ایک عظمت' نہ بڑھنے کی طاقت کسی کو نہ نکلنے کی ہمت۔ کچھ بننے بنانے سے واسطہ نہیں۔ ایک ہلکی سی چاشنی محبت نمکینی صورت میں زائرین پر ہلکا سا رنگ آہستہ آہستہ لا رہی ہے اور کسی کو خبر تک نہیں ہوئی کہ کوئی رنگ آرہا ہے' یا جا رہا ہے ہاں! دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ ہلکا سا رنگ چہرے پر ملیحانہ صورت بنا رہا ہے۔

صاحب اسرار:۔ جب محبت کی نظر تمام صفات الہیہ سے بلند ہو کر صرف ذات حقہ کے حقائق و اسرار کی طرف ہو جاتی ہے اور مقادیر الہیہ کی موج سامنے آجاتی ہے۔ تو صاحب دل کی نظر میں ذات کا کوئی حصہ نمایاں نہیں ہوتا۔ صرف مقادیر الہیہ اور حقائق الہیہ کی موج پر نظر جمی رہتی ہے۔ اور یہ موج اس کی نظر کو پھرنے نہیں دیتی۔ اور مازاغ البصر و ما طغی کا نمونہ حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر بعض اوقات طبیعت شگفتگی پہ آجاتی ہے۔ اور حقائق الہیہ کے اظہار پر بے اختیار زبان بولنی شروع ہو جاتی ہے۔ جبکہ بسط ہو۔ لیکن قبض کی صورت میں زبان گنگ رہتی ہے۔ اور صاحب سر ایک جاہل مطلق کی طرح حیران اور مبہوت نظر آتا ہے۔

قبولیت عامہ:۔ صاحب دل کی محبت میں جب نیاز و بے نیازی کا مساویانہ امتزاج پیدا ہو جاتا ہے تو اپنے بشری تقاضوں سے بے نیازی ہو جاتی ہے اور بشریت کا کوئی تقاضا اسے نیاز مندی کی طرف گرنے نہیں دیتا اور نیاز کا جذبہ بلند عکس خداوندی "احببت ان اعرف" کا ظہور ذات سالک پر وارد ہوتا ہے۔ تو اس نیاز و بے نیازی کے امتزاج سے ایک طرف بشریت سے بلند ہوتا اور دوسری طرف محبت الہیہ کے مسند جھروکہ سے جب چہرہ کی جلوہ نمائی ہوتی ہے۔ تو کائنات کے ذرہ ذرہ میں ایک

Marfat.com

کشش پیدا ہو جاتی ہے۔

لیکن جلالی انعکاس میں ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ اور جمالی صورت میں محبت و انس کے پھول کھلتے ہیں۔ پہلی صورت میں باوجود مقبولیت عامہ کے دائرہ محبت کے آثار و لوازمات نہ ہونے سے مخلق اللہ پر جلوہ ہائے الہیہ کے آثار محبت کم ہوتے ہیں۔ اور دوسری صورت میں جمال الہیہ کے جذبات سالک کے دل کو محبت کی آتش سے زیادہ روشن کرتے ہیں اور سالک کا دل و جان ایک قربان گاہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر متقابل محبت[28] کی نظر کرم سے مسحور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور عارف کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

مثلاً" حضرت مہر علی[28] شاہ صاحب جلال و ہیبت میں۔ نیاز و بے نیازی کی مسند پر تشریف لائے۔ اور حضرت جلال پوری[29] اور حضرت میاں[30] صاحب شرقپوری جمال و محبت کی نیاز و بے نیازی کے شہ نشین ہوئے۔ دونوں کے متوسلین کو دیکھ لیا جاوے ایک میں غرور کے نشانات ملتے ہیں۔ اور ایک میں مسکنت کے اثرات نمایاں ہیں۔

حضرت بیر بلوی[31]" ہیبت و جلال الہیہ میں اتنے غرق تھے کہ بے نیازی کی وجہ سے نیاز متعارفہ سے کلی خالی تھے۔ یہی وجہ آپ کی مقبولیت عامہ نہ ہونے کی تھی۔ ورنہ بے نیازی میں ان ہر دو حضرات سے بلند تھے۔ اور کوئی ایک آن بھی حضور جلالیت کے سوا نہ گزرتا تھا۔ اگر چہ محبت کے آثار نہ تھے۔ لیکن جلالی عظمت وہ تھی۔ کہ جس آنکھ نے آپ کے چہرہ کو دیکھا وہ ہمیشہ کے لئے آپ کے پاک چہرہ کی صورت کو دیکھتا نظر آیا اور آپ کے چہرہ کی صورت دل میں بیٹھ گئی۔ اور اس صورت چہرہ کی برکت سے ان کے متوسلین کسی شغل[32] کے بغیر آخری وقت جلال و عظمت کے دریا میں

Marfat.com

تیرتے واصل بحق ہوئے۔

صاحب جلال کی توجہ چونکہ ذات حقہ کے اسرار و معارف پر رہتی ہے۔ اس لئے دماغ زیادہ روشن ہوتا ہے۔ اور اسراو معارف وہ کھلتے ہیں۔ کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور طبیعت میں ایک طوفانی رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور کناروں سے اچھل اچھل کر بعض اسرار نکلتے رہتے ہیں۔ اور جب تک وہ بیان نہ ہوں طبیعت کا جوش مدھم نہیں ہوتا اور بے اختیار زبان و قلم پر آتے ہیں۔ نہ اپنی بڑائی مقصود ہوتی ہے نہ تحسین و آفریں اور نہ ہی کسی کے دل کو روشن کرنا مقصود ہوتا ہے۔ باہر نکل آتے ہیں اور احاطہ تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

صاحب جمال:۔ اور صاحب جمال سراسر محبت ہونے کی وجہ سے بارگاہ عالیہ کے اسراد غوامض کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ایسے صاحب جمال کے علوم و اسرار کے الفاظ بہت کم سننے میں آتے ہیں۔ بلکہ ہر لفظ اپنی سادگی کی مثال آپ ہوتا ہے۔ اور افکار علمیہ سے ایسے لوگوں لکا ذہن بالکل خالی ہوتا ہے۔ قلب سراسر محبت کے جذبہ سے معمور رہتا ہے۔ لیکن جب رخ اور توجہ دعوت حق کی طرف زیادہ ہو جائے تو پھر ذہین دماغ ہی اس قابل ہوتے ہیں کہ اسرار الیہ کو سنبھال لیں۔

ہاں! قلوب اگر گرم ہو جاویں۔ ہیبت جلال اور محبت جمال سے خالی ہوں۔ تو پھر دل میں ایک سکون ہو جاتا ہے۔ اور الہام و واردات شروع ہو جاتے ہیں۔

خادم طریقت

محمد عمر (کان اللہ لہ)

Marfat.com

مکتوب دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ○

عزیزم حافظ سلطان بخش صاحب زاد رشدہ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ علیہ

مدت سے خیال آیا تھا کہ آپ کے کسی رفیق کی ملاقات ہو چنانچہ کل مولوی خورشید صاحب تشریف لائے۔ حال دیکھ کر خیال آیا شاید وہی ہیں۔ جن کے دیکھنے کا خیال تھا۔ الحمد للہ آتش ذکر و فکر ان کو جلا رہی ہے۔ لیکن دوسرے پہلو سے جب نظر اٹھی۔ تو وہی کچھ سامنے آگیا۔ جسے ہم اہل شریعت پسند نہیں کرتے۔ جو اصل سے نقل میں گم ہو کر رسم و رسوم ملت سے بیگانے ہو جاتے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ جب بھٹی میں چڑھ جائیں تو پوری آگ سے خوبصورت اینٹ پختہ ہو کر مکان پر لگے (یعنی کامل انسان بنے) اور مسجدیں تعمیر ہوں ورنہ زیادہ آگ سے یہ کھنگر (جلی اینٹ) تیار ہونے کی پر بجائے بھور ہو کر بھسم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

گو بقا کھنگر کی زیادہ ہے۔ لیکن دیوار کی بنیاد کے سوا کس کام؟ کوئی بھی سر دیوار لگانا پسند نہیں کرتا۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیمO الٰہی! ہمیں سیدھی راہ دکھا! صراط مستقیم کیا ہے؟ "ظاہر و باطن کی خوبصورتی"

اور لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویمO ہم نے انسان کو بہترین بناوٹ دی۔

انسانیت انسانیت کے جامے میں' یہی اسلام ہے!

کھدر پوش کا جسم کتنا ہی خوبصورت ہو۔ لیکن کھدر کا لباس اس کی خوبصورتی کو ڈھانپتا ہے۔ اور مردہ جسم پر کتنے خوبصورت لباس سے آراستگی کی جائے۔ لیکن اندر کھوکھلا ہے۔ ظاہری آراستگی جب زیادہ ہو گئی اور اندر خالی' (مٹی بھری ہڈیاں) تو اہل فکر نے ظاہر چھوڑ کر اندر کی طرف توجہ فرمائی۔ تاکہ روحانی علاج سے روح کو مجاہدہ کی بھٹی میں دے کر مشاہدات روحانی کو تقویت دی جائے لیکن بعض وقت اتنی گرم ہو گئی کہ لوہا پگھل کر مٹی میں مل گیا ور مٹی ہو گیا قالب میں ڈھالنے کی نوبت تک نہ آئی بھٹی غیر شعوری طور پر مجاہدات کی بھٹی اتنی گرم ہو گئی کہ لوہا پگھل کر مٹی میں مل گیا اور مٹی ہو گیا قالب میں ڈھالنے کی نوبت تک نہ آئی آگ سر سے نکل گئی۔ لیکن کاریگر کی غفلت سے کیا کرایا ضائع ہو گیا۔

خلق الانسان من نطفه فاذا هو خصیم مبینO

یہ انسان کتنا خصیم مبین (جھگڑالو) ہے۔ کہ اللہ جل شانہ کا مقابل ہو بیٹھتا ہے۔ اس خصیم مبین کو اس سخت تکبر سے اٹھانے کے لئے آتش محبت کی بھٹی میں ڈال کر پگھلایا جاتا ہے تاکہ اس میں (انانیت) کشتہ ہو

Marfat.com

جائے اور اکسیر ہو جائے۔ صرف مٹی بنانا مقصود نہیں۔

سالک اور (مجذوب) میں یہ فرق ہے کہ وہ (سالک) اپنی مرضی سے کرتا ہے اور یہ مجذوب بلا مرضی چلتا ہے۔ وہ اپنے متوسلین کو جادہ شریعت سے ایک قدم باہر نہیں نکلنے دیتا اور شریعت کے حدود کے اندر انہیں مجاہدات اور مشاہدات میں رکھتا ہے۔ لیکن مجذوب بے اختیار ہوتا ہے۔ جس طرف کوئی مادہ یا روح رخ کر گئی اس طرف کی ہو گئی۔ خواہ مفید ہو یا غیر مفید۔

لیکن جب ایک سالک سے مجذوبوں کے سے جذبات ابھرنے لگیں تو شریعت الٰہیہ کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے۔ اور اسلام کا کیا وقار؟ آخر وہی بے دینی نہ ہو گئی۔ جس کے قلع قمع کے لئے اسلام آیا۔ اور جس کی مثال دنیا کے ہر کونے میں ملنگوں کی صورت میں موجود ہے۔ پھر مجددیتؒ اور اشتغال نقشبندیہ سے کیا فائدہ! جب تک کہ نتائج شیخ مجددؒ کے سلوک اور اتباع سنت کے ہی خلاف سراسر پیدا ہوں۔ یہ کارنامہ میرے نزدیک کچھ کم نہیں کہ موجودہ دنیا کو دنیا داری کے دھارے سے نکال کر ان کی ہستی کو موہوم ہستی بنا دیا جائے۔ لیکن اس فنا کا کیا فائدہ جب اس کی بقاء بقائے اسلام کی صورت میں دنیا میں نمودار نہ ہو۔

زیادہ کیا لکھوں۔

دریں	ورطہ	کشتی	فرو شد ہزار
کہ	پیدا	نہ شد	تختہ برکنار

سعدی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

خلاف پیمبر کسے را گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز درپے مصطفے

منزل مقصود فنا نہیں۔ بلکہ بقا۔ اور بقا اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب اتباع نبی کریم ﷺ پر چلنے کی توفیق نصیب ہو۔

دادیم تراز گنج مقصود نشانے
گرمانہ رسیدیم تو شاید برسی

عاجز سراپا غفلت و ننگ اسلاف
محمد عمر (کان اللہ لہ)

Marfat.com

مکتوب سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ○

تیرے ویکھن نوں سکدے نین میرے　　　میرے سوہنے میرے گھر جھات پائیں
گنہگار اکھیاں نا ویکھ سکن　　　وگرنہ تیرے جلوے ہر کدائیں
جو سیس تلی پر دھر نہ سکے وہ پریم گلی میں آئے کیوں
جو طعنے جگت کے سہہ نہ سکے پیتم سنگ پریت لگائے کیوں

اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ جو اس کی تلاش میں دیوانہ وار پھرتے ہیں۔ منزل دور اور راہ پرخطر۔ جو کچھ نظر آتا ہے۔ اس سے بہت دور۔ لوکھوں کروڑوں درجہ منزل دور۔ آوارگی منزل جب ختم ہوتی ہے اور سکون آتا ہے تو یار پہلو میں نظر آتا ہے۔ جسے یار لوگ حق سمجھتے ہیں۔ حق اس حجاب سے پرے پرے ہے۔ دل میرا بھی کسی دیوانے کو گاہ گاہ دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ دیوانہ جو بکار خویش ہوشیار ہو۔

نری دیوانگی...... صرف دیوانگی ہے۔ نہ اپنا پتہ نہ ان کا پتہ۔ ہوش بھی پسند نہیں کہ ہوش میں ایک چھوڑ لاکھوں خدا سامنے آ بیٹھتے ہیں۔

Marfat.com

اب کس کس کی پوجا کی جائے۔ ایسے پجاری کا خدا حافظ جو جیتے جی آگ میں جھلس رہا ہے۔

ہوشیار دیوانہ ہو جائے ار دیوانہ ہوشیار۔ اس صورت میں نجات ہو جائے۔ تو ہو جائے۔ ورنہ اس جنجال سے کون خلاصی پا سکتا ہے۔ جب خود جنجال ایک حقیقت بنالی گئی ہو...... زیادہ دعا۔

محمد عمر (کان اللہ لہ)

Marfat.com

مکتوب چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ○

عزیزم دلنواز حافظ صاحب زاد رشدہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

دونوں خط آپ کے پہنچے آپ کی خوش عقیدتی سے خوشی ہوئی۔ "من آنم کہ من دانم" از خبث باطنم سر خود نہادہ پیش" لیکن سچ کہوں۔ یہ خوش عقیدتی کبھی تو آسمان پر پہنچاتی ہے۔ اور کبھی اسفل السافلین تک۔ مربی کامل آسمان پر لے جاتا ہے اور ناقص زمین کے سیاہ ظلمات میں داخل کر دیتا ہے۔

مجھے آپ کے اپنے گھر جانے سے خوشی بھی ہوئی۔ مبادا کوئی کہہ دیتا کہ ناقص کی صحبت نے ناقص کر دیا ہے۔

راہ و رسم الگ ہیں۔ آپ سراسر ناز۔ ہم سراسر نیاز۔ ایک

طرف تقدس کے انوار ایک طرف گناہ کے حجابات۔

ایک طرف قبولیت کا آفتاب۔ ایک طرف یاس و ناامیدی کے بادل

زہد و تقویٰ چیست اے عالی جناب برمراد خود گشتن کامیاب

قبر و قیامت کے عذاب کا خوف ایک طرف۔ اور دوسری طرف ہر خیر و شر سے بالاتر۔ نہ قیامت کا خوف' نہ رسول کا خیال۔ ایک اور صرف ایک۔ لیکن جب ایک ہے تو سکون ہی سکون ہے۔ اضطرار تو اسی وقت حرکت پیدا کرتا ہے جب دوسرا ساتھ ہو۔

رسالت کے سوا وہ خود ہے ہی کیا؟ یہ دنیائے ہست و بود رسالت کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ وہ تھا' تھا کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ رسالت آئی دنیا کو روشنی حاصل ہو گئی۔ کہ ہے اور سب کچھ وہی ہے۔ ورنہ آفتاب تھا نہ ماہتاب۔

رسالت کے ورقؐ کوئی بہادر ہی الٹ سکتا ہے۔ ہم جیسے اس کی ہمت کیسے کر سکتے ہیں۔ بہر صورت ہم جیسے سیاہ کاروں کے لئے تو قسمت میں آیا کہ تو پاک ہے اور ہم ظالم۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ ہم خود کچھ نہیں۔ وہی لا شریک ہے۔ گو اس نکتہ کے حال سے اہل حق بھی سرفراز ہیں۔ لیکن جب اپنے پرائے کا خیال نہیں۔ تو پاک کون اور ظالم کون؟ نہ اتصال نہ اتحاد۔ ایک مستی ہے جو قابل اعتبار نہیں۔ گو دنیا کے مالک ہوں۔ لیکن کیسے۔

"آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم"

لطف یہ ہے اس خیال سے بھی پاک۔ گفت اور گویم سے بھی

Marfat.com

پاک۔

رازدان سے راز کا ذکر کرنا عبث نہیں۔ لیکن ایک بیگانہ سے راز کہنا اپنا موت کا خریدار ہونا ہے اور سولی پر چڑھنا ہے۔

اہل رسالت کسی وقت بھی آداب خداوندی سے بے نیاز نہیں ہوتے۔ بلکہ جمال و جلال اور عظمت الہیہ کے سامنے سربسجود رہتے ہیں۔ اور ایک ایک ادب حق سبحانہ کی پاسبانی پر سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے رحمت حق جل شانہ کے خاص فضل کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور عبدیت و معبودیت کی شان کو ہر لحظہ بلند سے بلند کرتے رہتے ہیں۔

بخلاف اہل حق۔ کہ وہ مشاہدہ حق میں غرق ہونے کی وجہ سے نہ اپنا پتہ رکھتے ہیں نہ ان کے نشان کا پتہ ہے۔ ایک محویت ہے اور ایک بے حجابی ہے۔ جیسے خود لاپروا ہیں ایسے ہی ذات حقہ کو لاپروا جانتے ہیں۔ گو مظاہر قدرت کا وسیع مطالعہ سامنے ہے۔ لیکن ذات حق ان سے پوشیدہ ان مظاہر کی وجہ سے رہتی ہے جو کچھ کرتے کراتے ہیں۔ وہ بھی اجر کے قابل نہیں کیوں کہ جب وہ خود نہیں کرتے تو اجر کیسے؟ اور رحمت خاص کے مستحق کیسے ہو سکتے ہیں۔ جب طلب نہیں۔ نیاز نہیں۔ روبرو دیکھنے والی آنکھوں میں حیا کیسے آسکتا ہے۔

فقرو فاقہ کے نمونے لاکھوں ہو چکے۔ جب سے رسالت اور قرآن کا نقشہ اٹھا دیا گیا۔ یار لوگ اس بے حجابی سے خوش ہوں تو ہوں۔ لیکن ہم جیسے گناہ گار تو بے حجابانہ کسی کو دیکھنا عیب خیال کرتے ہیں۔ اپنا پردہ ہے تو اس کا پردہ کیوں نہ ہو لیکن وہ مرد کیا ہیں جو اس کو بے پردہ دیکھ کر خود بھی

Marfat.com

بے پردہ ہو بیٹھیں اور بر سر بازار ننگا ناچنے پر فخر کریں۔

اپنا اپنا مشرب' اپنا اپنا حال' جب درمیان سے پیرو مرشد کا واسطہ اٹھ جائے اور پردگی حائل نہ رہے۔ تو پھر اسلام کو دین بنانے کی کیا ضرورت۔ بے دینی دین ہو جاتا ہے۔

نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

رسالت ہی ذریعہ رشد و ارشاد ہے اور جو طالب حق اس سے آگے نکل جاتا ہے۔ اور نمونہ حق ہو بیٹھتا ہے۔ وہ خود روشن ہو کر اپنی زندگی کے ساتھ بجھ جاتا ہے۔ لیکن یہ طالب بھی اسی راہ سے اس حد تک پہنچتا ہے۔ اور جن سالکین کو اس درجہ کے لئے چن لیا جاتا ہے وہ اکا دکا ہوتے ہیں۔ یہ کبھی بھی نہیں ہوا کہ اس راہ کے تمام سالک مجذوب ہو کر ہمیشہ کے لئے دنیا سے الگ روشنی پیدا کریں۔

سلسلہ نبوت! خود دیکھئے کتنا بلند ہے۔ لیکن عبدیت کی صورت میں ہمیشہ نمودار ہوا اور ایک بھی معبودیت کے روپ میں ظاہر نہیں ہوا۔ یہ آتش ایسی ہے جو متعدی نہیں اور جس کے تمام اثرات اپنے اندر ہی جذب رہتے ہیں۔ مجاذیب کے خدمت گزار بڑے جانثار ہوتے ہیں۔ کیوں کہ مجذوب اور قلندر کو "ہیولیٰ حق" خیال کرتے ہیں۔ لیکن مجاذیب کو ہیولیٰ خدا سمجھنے کے باوجود اکثر اوقات یہ تمام خالی رہتے ہیں۔ وہ ایک دو کا بھی اپنا عکس جمالی نہیں بنا سکتے۔ اگر کچھ ہے بھی تو پھر قہر ہی قہر ہے۔ وہ بھی دنیاوی فوائد کے لئے۔ کسی روحانی جذب کے لئے نمائندگی نہیں کرتی۔ کیونکہ جاذبیت اور ملاحت اس مزاج میں نہیں۔ اس کی ادا دلفریب نہیں

Marfat.com

ہوتی البتہ نگاہ دلدوز ضرور ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کا ماحول بھرپور رہتا ہے پھر بھی وہ جاذبیت نہیں جو کسی عمل پر آمادہ کرے۔ مستی و سکر ہے اور بس۔

اتباع نبوت نے ہی صبغه الله و من احسن من الله صبغه۔ کا رنگ دنیائے عالم کو دکھایا۔ کہ الٰہی رنگ کیا ہے؟ اور بھونڈی صورت کسے پسند ہے اور اس کا رنگ روپ کیا؟

لباس نبوت میں جب نور الٰہی کی چمک چمکتی ہے۔ تو آنکھوں اور دلوں میں ٹھنڈک آتی ہے۔ بے حجاب صورت دیکھنے والی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور آخر دیکھنے سے عاجز ہو جاتی ہیں۔ دل میں کتنا ہی شور ہو۔ صرف شور ہی ہے۔ سکون کیسے؟

سکون قلب کا نام اطمینان قلب سے قرآن حکیم نے تعبیر فرمایا اور یہ دولت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب نبوت کے معارف اعمال کا برقعہ اوڑھ کر دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔

ہاں ایک ذاتی بے باکی جذب میں ہے۔

بیا جاناں تماشاکن کہ در انبوہ جانبازاں
بصد سامان رسوائی سر بازاری رقصم

یہ ناچ اپنی جگہ تو سرمستی کی آخری کڑی ہے۔ لیکن انجام کار یہ کیا ہے وہی اپنے آپ میں خود جلنا اور مرنا

قلندر خود تماشا ہے۔ کسی کا تماشا دیکھنا اور دکھانا قلندری کے بر خلاف ہے قلندر وہی ہے۔ جو خود ناچ کسی کو نچانے سے اسے کوئی تعلق نہیں انسان اشرف المخلوقات اسی وجہ سے ہے کہ اس میں تمام کائنات کے

Marfat.com

رنگ موجود ہیں۔ اور ہر چیز سے اسے حصہ دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس کی خوراک کائنات کی ہر چیز سے بنائی گئی ہے۔ نباتات کے ہر قسم سے اشجار کے ہر قسم سے' اور جانوروں کے ہر قسم سے غرض جو کچھ پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی ضرورت کے لئے۔ بخلاف دیگر حیوانات اور طیور کے۔ کسی کے حصہ میں کچھ اور کسی کے کسی کے حصہ میں کچھ۔ جیسی خوراک۔ ویسا ہی اس کا مزاج کسی میں انسانی اعتدال نہیں۔

بعینہ یہی صورت روحانی غذا کی ہے جب تک روحانی غذا بھی مختلف نہ دی جائے۔ تو روحانی مزاج بھی اعتدال کھو بیٹھتا ہے۔

مجاذیب وہی ہوتے ہیں۔ جنھیں روحانی غذا حسب طبع مختلف اعمال و اشغال سے نہیں ملتی۔ صرف کسی ایک عمل کی مشق سے ابتدائی نقطہ سے ہٹ کر روحانی اعتدال کھو بیٹھتے ہیں اور ایک مجنونانہ صورت اختیار کر جاتے ہیں۔

اس لئے اتباع نبوت ہی کے اعمال واشغال مفید اعتدال ہوتے ہیں صرف ذکر اللہ پر اکتفا نہیں۔ بلکہ نماز سے نقطہ آغاز ہوتا ہے۔ زکوۃ اور روزے سے راستہ طے کرایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ذکر اللہ سے طبیعت کو بلند اور صاف کیا جاتا ہے۔ اور شریعت غرا کے لوزامات سے طبیعت کو پابند بنایا جاتا ہے۔ تاکہ صحت مزاج روحانی قائم رہے۔

جس طالب حق نے یہ راستہ اختیار نہ کیا۔ وہ آخر کار اپنا مزاج اعتدالی' روحانی برباد کر کے تماشا گاہ عالم ہو بیٹھتا ہے۔ اپنا تو سب کچھ برباد کر بیٹھتا ہے دوسروں کا گھر بھی برباد کرنے سے نہیں چوکتا۔ اور جانتا بھی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ آخر وہ آیا کیوں؟

Marfat.com

ہاں ایسے لوگوں کی حقیقتاً ضرورت بھی ہے۔ کیونکہ کائنات اسی وقت دیدہ زیب ہوتی ہے۔ جب وہ سب کچھ ہو جو ہونا چاہئے۔ مرچ مصالحہ بیکار نہیں۔ گو مرچ کڑوی تو ضرور ہے لیکن اس کی ضرورت بھی ہے۔ لیکن چینی کا مقابلہ کیسے کر سکے۔ وہ ہر دل کو موہ لینے والی اور یہ صرف مصالحہ اور علاج کے لئے اس لئے کسی طالب کا یہ مدعا کہ وہ ملنگ ہے قلندر ہے، سراسر غلط ہے۔ ہاں جس کو وہ خود چن لیں وہ درست اور صحیح۔

طریقت کا مقصود بندے کو بندہ بنانا ہے۔ نہ کہ خدا بنانا نفس کی شناخت سے بندہ' بندہ بنتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون۔

ترجمہ:۔ تم ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جو اللہ تعالیٰ کو بھلا بیٹھے پس اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے نفس بھلوا دیئے۔ وہی گناہ گار ہیں۔

کسی کا یہ خیال کہ مجاذیب (جو نشانات الیہ ہوتے ہیں اور وہ خدائی رنگ لئے ہوتے ہیں) پھر کیوں بنائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ سوچا نہیں جاتا کہ آخر نشانات الیہ ہی اس کی ہستی کا ثبوت کھلا ہو سکتے ہیں۔ مظاہر قدرت میں یہ چیز بھی داخل ہے۔ اور عوام پر تو ان کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور منکر خدا لوگ ان کے کارناموں سے متاثر ہو کر خدائے قدوس پر ایمان لاتے ہیں۔ فطرت انسانی وجدان الہٰی سے بھری ہوئی ہے۔ لیکن بشری تقاضے حجابات ہیں۔ جب تک یہ حجابات سامنے سے اٹھائے نہ جائیں اس وقت تک ایک فطرتی موحد بھی کھلے دل سے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ لیکن حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ

Marfat.com

کی ذات بابرکات نے ان کے دلوں پردے چاک کر دیئے۔ گویا جب سے آپ کی ذات بابرکات تشریف لائی۔ خود بخود حجابات نفسی دور ہوتے گئے۔ اور دل کے چشمے توحیدی پھوٹ پڑے۔ اور دل کی آنکھیں بیدار ہو کر روشن ہو گئیں۔

خیال ہو کہ مجاذیب کے سوا سالکین راہ ہدایت و منصب دار ولایت کیا نشانات الیہ نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ لیکن بے لباس تیغ بے نیام کی چمک و دمک اور ہوتی ہے اور نیام بند لباسی صورت میں وہ رعب پیدا نہیں کر سکتی۔ جیسے بے نیام جو کھلی فضا میں لہراتی ہو۔

لیکن نہ یہ بتانے کا راستہ ہے کہ طریقت ان کو بنائے اور نہ طریقت کا یہ مقصود ہے بلکہ یہ تخلیقی عزت ہے۔ جو فطرتاً دی جاتی ہے۔ اور جذب و سکر کسی کو ایں جانب لے جائے تو لے جائے۔ جس نے تزکیہ نفس کا دعویٰ کیا۔ وہی ہلاک ہوا اور جس نے تقصیرات نفس کا اقرار کیا۔ وہ نجات پا گیا۔ فلا تذکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی۔

ترجمہ:۔ تم اپنے نفسوں کی پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو متقی ہوا تزکیہ کی یہ صورت کہ احکام الٰہی کا الٹ کرکے نفس کو پاک کیا جائے۔ ہماری سمجھ ہی سے نہیں۔ بلکہ عام سمجھ سے بھی بالاتر ہے۔ بلکہ احکام الٰہی کے کامل ادا نہ کرنے سے جو تقصیرات نفس کے سامنے آتی ہیں۔ وہ نفس کی اصلاح کے لئے بہت بھاری ہیں۔ برخلاف اس کے کہ سربازار جوتے کھائے جائیں اور دل میں ہو کہ ہم پاک ہو رہے ہیں۔ نفس کی رعونت بڑھائیں گے یا کم کریں گے۔ جو خیال اپنے نفس سے باہر چلا جاتا ہے۔ وہ رعونت بڑھاتا ہے گھٹاتا نہیں۔

آج جو ملنگ بنے پھرتے ہیں۔ کیا ان کے دل میں تذلیل پیدا ہو رہی ہے؟ بالکل نہیں۔ بلکہ اس ملنگیت سے ان کے نفس میں ہر آن ایک آگ شیطانی چمکتی نظر آتی ہے۔ سوچئے اور خود سوچئے۔

موجودہ دور میں تو اس راہ میں خرابیاں ہی خرابیاں ہیں۔ اور کوئی نیک پہلو سامنے نہیں آتا۔

ہاں! جب پہلے یہ طریقہ ملامتیہ پیدا ہوا۔ اور جب اس طریقہ ملامتیہ کا کسی کو پتہ بھی نہ تھا۔ تب کچھ مفید تھا۔ کیونکہ اس وقت آفتاب شریعت اوج سما پر تھا۔ اور کوئی ذرا سی حرکت بھی شریعت کے برخلاف ہوتی۔ تو دنیا اسے سخت ذلیل جانتی تھی اور اسے ٹھکانہ نہ ملتا تھا۔ موجودہ وقت میں تو ملنگ بننا۔ احترام پیدا کرنا ہے اور دنیا کی آنکھوں کو اپنی طرف پھیرنا ہے۔

ایک وقت تھا جب سالک چلہ کشی کے لئے جنگل جاتے تھے کہ کوئی خالی جگہ ملے اور اللہ اللہ کریں اب جنگل آباد ہیں۔ صحرا آبادی سے بھرپور ہیں اگر خلوت ملتی ہے تو مسجدوں میں۔ وہاں جائیے۔ دن بھر کوئی آدمی مسجد میں داخل نہیں ہوتا۔ نمازیں پڑھنے سے ہزاروں عیوب کا ٹکہ لگا دیا جاتا ہے۔ ڈاڑھی رکھنے والوں کو برا خیال کیا جاتا ہے۔

اور ان کے عیوب پیش کئے جاتے ہیں۔ اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے رنگا رنگ باتیں گھڑی جاتی ہیں۔ حج کرنا تمام جہان کا نشانہ بنا ہے۔ بات بات پر کہا جاتا ہے۔ کہ حاجی ہے نا! ان کو سب کچھ روا۔ حج کیا گیا تو دولت ڈھیر لگانے کے لئے ایک بہانہ بنایا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر واقعی ملامتیہ فرقہ کا جبہ حاصل کرنا ہے۔ تو آج عبادتی طریقہ پر چلنے اور شریعت پاک کا جبہ پہننے سے تمام ملامتیں گھر بیٹھے مل جاتی ہیں۔

Marfat.com

ایسی صورت میں شیطانی ملامتوں سے نفع اٹھانے کی جگہ رحمانی ملامتوں کو ہی کیوں نہ اختیار کیا جائے۔ اور طریقت کو جبرا" شریعت کے لباس میں کیوں نہ پیش کیا جائے۔ ظاہرا" مولوی ہو باطنا" سرمست فقیر۔ نور سے بھرپور ہونے کے ساتھ چہرہ مہرہ اور لباس بھی نور سے بھرپور ہو اور دین کی عزت پیدا ہو۔

یہی وہ راہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول محمد ﷺ نے اپنی مخلوق اور امت کے لئے بذریعہ دعا اھدنا الصراط المستقیم پسند اور طلب فرمایا۔

کیا شریعت کو لے کر کسی دوسری راہ پر چلنا۔ مسلمانی ہے اور طریقت ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

خلاف پیغمبر کسے را گزید — کہ ہرگزبہ منزل نہ خواہد رسید

مربی طریقت کی یہ روش کہ خود تو راہ روان (شریعت) پر چلے۔ اور اپنے بچوں (مریدوں) کو جنگل بیلے کی راہ بتلا کر چور دروازے سے داخل ہونے کا طریقہ سکھائے۔ کیا درست ہو سکتا ہے؟ رہبر ہے تو خود اس راہ پر چلے۔ جس کی ہدایت دے رہا ہے۔ اور بچوں کے ساتھ چلے۔ تاکہ وہ راہ پر خطر سے بھول کر کسی گڑھے میں پڑ کر راہ ہدایت سے بھٹک نہ جائیں۔

انسان ہمیشہ اس راہ کی نشان دہی کرتا ہے۔ جس پر وہ خود چلا ہو اور جس کے ذریعہ اس نے راستہ طے کیا ہو۔ نہ کہ اس راہ کی جو خود نہیں دیکھا اور نہ کسی دکھانے والے نے دکھایا ہو۔

اور لطف یہ ہے کہ اس راہ کو خضری راہ کہا جاتا ہے۔ خضر تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے حکم سے (حکمتیں) دکھاتے تھے۔ اور اس کی معرفت کا ایک نشان دکھایا تھا۔ اور یہاں ایک زندگی کی کایا پلٹی جا رہی ہے۔ کہ شریعت کے الٹ سے معرفت کے دروازے کھلتے ہیں۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

اقبالؒ کے ایک ہی شعر پر دھیان کرلیا جائے۔ کیا خوب لکھتے ہیں۔

خودی کی تندی و شوخی میں کبرو ناز نہیں   جو ناز بھی ہے تو بے لذت نیاز نہیں

دیکھئے۔ کتنا بلند اور نازک مسئلہ کس خوبی سے آسان الفاظ میں پیش کردیا۔

فقر کے اندر تندی۔ شوخی۔ کبر اور ناز کا نام و نشان نہیں۔ اگر کسی میں خودی آبھی جائے تو پھر نیاز کا جوہر اتنا ہوتا ہے۔ کہ وہ نیاز اس کو توڑتی رہتی ہے۔

خدا کیا ہے؟ سراسر ناز۔ بندہ کیا ہے ؟ سراسر نیاز۔ خدا نیاز سے پاک اور بندہ ناز سے پاک ہے۔ یہ ہے انسانیت کہ سراسر نیاز عبودیت میں گم ہو اور سرنگوں۔ نہ یہ کہ عبودیت کے تمام آداب توڑ کر حکومت ناز پر جا قدم ٹکائے۔

فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی۔ کا بلند جملہ قرآن حکیم سورۃ النجم میں اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔

عشق و محبت عنایت ایزدی ہے جو کسی کو دی جائے۔ گو دنیا محبت سے خالی نہیں۔ اور کوئی متنفس محبت فطرتی سے محروم نہیں۔ لیکن اس درجہ کی محبت جسے عشق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ بہت کم خوش بخت

Marfat.com

انسانوں کو نصیب ہوتی ہے۔ یہ دولت۔ "واللہ یختص برحمتہ من یشاء" سے خاص ہے۔ عشق ایک سوز ہے۔ اور محبت ایک گداز ہے۔ ابتدا[12] محبت' انتہا محبت درمیان میں عشق کی سرمستیاں کودتی پھرتی ہیں۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ صراط مستقیم چھوڑ کر وہ راہ اختیار کی جائے جس میں ہلاکت کے سامان زیادہ ہیں۔ اور جس کوچہ میں داخل ہو کر بہت کم کامیاب ہوتے ہیں۔ کیا خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو صراط مستقیم پر چلاتے ہوئے سالکین کو پختہ سڑک اور ہرے بھرے درختوں کے سایہ میں منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور ہر منزل پر پورے اطمینان سے ان کا قیام کرواتے ہیں اور خوشی خوشی حریم[13] ناز میں داخل فرما دیتے ہیں۔

طریقت اور مقصد طریقت

یعنی سلوک اور اس کا مقصد

یاد الہٰی:۔ یاد الہٰی سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اسے اہل طریقت "نسبت" کہتے ہیں۔ اس حال کی ابتدائی کیفیت جب اپنے عروج پر پہنچتی ہے۔ تو مجددی سلسلہ میں اسے "ولایت صغریٰ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر جب وہ کیفیت ترقی کرتی ہے اور ایک خاص حال میں پہنچتی ہے۔ تو ولایت علیا سے موسوم وہی حال ہوتا ہے۔ اور پھر جب اس کیفیت میں یاد بہت زیادہ بلند ہوتی ہے۔ اسے "کمالات نبوت" کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تعلق الہیہ کا آخری درجہ ہے۔

پہلے حال کو تجلی اسماء بھی کہا جاتا ہے۔ جب اس یادی کیفیت کا تعلق صرف ذکر کے ساتھ ہوتا ہے اور تمام نظر و فکر اللہ۔ اللہ پر سالک کی

Marfat.com

ہوتی ہے۔ تو اس لفظ کے ساتھ اس کی محبت ہو جاتی ہے۔ اور دل کے آئینہ میں اسے ہی دیکھتا رہتا ہے۔ ایسے نظر و فکر سے ایک خاص لذت اور کیفیت یکسوئی رہا کرتی ہے۔ اور اس تصور کی وجہ دنیا و مافیہا کو بھول جاتا ہے۔ اسی کو سلطان باہو ؒ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

"نفی اثبات دا پانی لیس ہر رگے ہر جائی ہو"

لیکن اس پانی ملنے کی کیفیت۔ اپنی ارتقائی منزل کی جانب بڑھنا شروع ہوئی جس کو بایں الفاظ صاحب موصوف نے ظاہر فرمایا۔

"اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن پر آئی ہو"

اس وقت سالک اس اسی تصور سے آگے بڑھتا ہے۔ اور مظاہر قدرت کے مطالعہ میں محو ہو جاتا ہے۔ اور ہر آن اور ہر گھڑی گوناگوں کیفیات دل پر وارد ہونی شروع ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کیفیات بوقلمون سے آگے بڑھتا ہے۔ اور وہ کیفیت سامنے آجاتی ہے۔ جو کائنات کی ہر چیز کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ جو مجمع اسماو صفات ہے۔ جسے حق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور پروردگار رب العالمین خالق و رزاق کہا جاتا ہے اور محی و ممیت ہے جب سالک کی کیفیت ذکر و فکر کے ساتھ وابستہ ہو کر ذات والا صفات کے آستانہ عالیہ پر سر بسجود ہوتی ہے تو ہر آن اور ہر حال منتظر رحمت پروردگار رہتی ہے۔ یہ درجہ عبودیت مطلقہ کا ہے۔ جس کے بعد کوئی درجہ نہیں۔ یہ وہ آخری انتہا ہے جو عرش مجید پر حضور ﷺ کو حاصل ہوئی۔ اس وقت سالک کی قدرتی زبان سے بے اختیار نکلتا ہے۔

ما عبدنک حق عبادتک و ما عرفناک حق معرفتک (حدیث)

Marfat.com

ترجمہ:۔ ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ اور ہم تجھے صحیح طور پر پہچان نہیں سکے۔

پہلی منزل میں یکسوئی ہی یکسوئی ہے اور ذکر ہی ذکر۔ نماز روزہ سے کچھ زیادہ انس نہیں۔ بلکہ مخل خیال پاک سمجھتا ہے۔ اور سالک کی نگاہ قطیعت کا فیصلہ ہوتی ہے جس پر پڑ گئی۔ جس طرح سے پڑی اس طرح کا کر دیا۔ اپنی کیفیت کلیہ سے اسے رنگ دیا۔

لیکن اس وقت یہی کیفیت ذات وراء الورا کا حجاب ہوتی ہے۔ ذکر تو سامنے ہے۔ اور مذکور کا پتہ نہیں۔ لیکن ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو یہ حجاب چاک ہو جاتا ہے۔ اور سالک اسی تصور سے مظاہر قدرت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "سنریھم آیاتنا فی الافاق و فی انفسھم" ترجمہ:۔ عنقریب ہم ان کو دنیا میں اور خود ان کے نفسوں میں اپنی آیات دکھلائیں گے۔

اس وقت کائناتی سیر اور اپنی نفسی سیر شروع ہو جاتی ہے اور سالک اس دریائے بے پایاں میں غوطے کھانے لگتا ہے۔ اور پہلی یکسوئی اٹھ جاتی ہے۔ اور مضمحل و حیران و ششدر قدرت الٰہی میں کھویا رہتا ہے۔ نہ اپنا فکر نہ کسی دوسرے کا فکر۔

اس وقت پہلی حالت نظریت نہیں رہتی۔ بلکہ بیکسی کی طرف سالک کا حال بدلنا شروع ہوتا ہے۔ وہ پہلا زور و شور نہیں رہتا۔ نہ دعا۔ نہ دوا مردہ بدست زندہ اپنے حال میں میں رہتا ہے وہ ولایت علیا ہے۔

لیکن جب ایک مدت اس حال میں گزرتی ہے اور یہ کیفیت دوام پکڑتی ہے اس کیفیت سے خود بخود ایک اور کیفیت پھوٹتی ہے۔ جس کے

Marfat.com

اندر وہ ذات رب العالمین۔ لیس کمثلہ شئی کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ اور "حتی یتبین انہ الحق" کا ظہور ہوتا ہے۔ اس وقت حق کے مشاہدے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہر چیز میں وہ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ اپنے اندر سالک نظر دوڑاتا ہے۔ تو وہی ہے جانوروں کو دیکھتا ہے۔ تو ان کے اندر وہی نظر آتا ہے۔ کائنات زمین و آسمان پر جب نگاہ پڑتی ہے تو اللہ نورالسموت والارض ہی دیکھتا ہے۔

یہ حال بھی ایک جگہ نہیں رہتا۔ بلکہ کل یوم ھو فی الشان O سے گزرتا ہے۔ اور فبای الاء ربکما تکذبان کی آواز اس کے کان میں ہوتی ہے۔

اس وقت تمام کیفیات اعلیٰ و افضل ذات سالک کے اندر اکھٹی ہو جاتی ہیں اور ذات ربی کی طرح مجمع الصفات ہو جاتا ہے۔

گہے برطارم اعلی نشینم گہے برپشت پائے خود نہ بینم

کسی وقت معبودیت کے جلوے دے رہا ہوتا ہے۔ اور کسی وقت عبدیت کے لباس میں کہہ اٹھتا ہے۔

الھی عبدک العاصی اتاک
مقرا بالذنوب فقد دعاک

فان تغفر فانت لذالک اھل
وان تطرد فمن یرحم سواک

زبان حال کا یہ ترنم اس کا حال بولتا ہے۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

اپنے آپ کو لباس شریعت مطہرہ پر کامل آداب کے ساتھ نبھانے کا طریقہ رکھتا ہے اور ہر حکم کو اور آداب خداوندی کو حق جانتا ہوا۔ عین حق خیال کرتا ہے۔

یہ دو رخی ورے ورے تو ہو سکتی ہے۔ لیکن جس کا دل انوار حق سے روشن ہو جاتا ہے۔ وہ کیسے یہ خیال میں لا سکتا ہے۔ کہ اس کا باطن اس کے ظاہر سے جدا ہے اور اس کے ملنے کے دو طریقے۔ ایک ظاہر اور دوسرا باطن۔ بلکہ یہ ہی باطن کا طریقہ ہے ظاہر صاف دکھاوے کا لباس ہے۔ اندر کچھ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو انبیاء اور رسول کیوں آتے؟ اور کیوں باطن کے ساتھ ظاہر کی تعلیم دیتے۔

یہ بہت بڑی گمراہی ہے یا جسارت۔ کہ کہا جاوے کہ سب کچھ نور محمدی ہے۔ اور پھر نور محمدی کی ظاہر ہیت کو ٹھکرایا جاوے اور کہا جاوے کہ "یہ ملائیت ہے" یہ تکبر ہے۔ اسے دور کرنا ہی صوفیت اور ملنگیت ہے۔اس سے منازل باطن کی ترقی ہوتی ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ابتدائی منزل ہے۔ اور یہ حالت کچھ اچھی نہیں۔ وقت پر یہ حالت چلی جائے گی۔ اور وہ کچھ ہو جائے گا جو منشائے قدرت ہے۔

جس کسی نے شاہی جاہ و جلال اور تزک چشم نہ دیکھا ہو۔ وہ آداب شاہی کیسے بجالا سکتا ہے۔ وہ ایسے خیال کرتا ہے کہ شاہ بھی ہم جیسے آدمی ہیں۔ کھاتے ہیں پیتے ہیں یہ ہے اور وہ ہے۔ اور جس نے اپنی آنکھوں جاہ و جلال سپاہ و لشکر دیکھے ہوں وہ حاضری پر سراسر خود بخود مودب کھڑا ہو کر سر بسجود ہو جاتا ہے۔ جن بیچاروں نے صرف نام خدا ہی سنا ہو اور اس کی عظمت اور جاہ و جلال کے سامنے نہ آئے ہوں۔ وہ اسے

Marfat.com

اپنے مرشد کی طرح خیال کر کے اڑنگ بڑنگ رہتے ہیں۔ دوزخ جنت کی جس نے سیر کی ہے۔ وہ دوزخ جنت کے الفاظ سے ہی متاثر ہو جاتا ہے۔ لیکن جس نے صرف نام ہی سنا ہے۔ اسے ان الفاظ سے کیا اثر ہو۔ اگر کچھ ان کے حالات سنائے جائیں۔ تو کہہ دیتے ہیں میاں! کس نے دوزخ بہشت دیکھا۔ لیکن خواب میں ہی ایک نظارہ دیکھ لیا جاوے۔ تو پھر اس خواب کے خیال سے ہی جسم پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔

بعینہ یہی حال سالکین راہ طلب کا ہے۔ پھر کم نظر مربی جب ہو تو پھر سالکین راہ کا خدا حافظ

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا

کار طفلاں تمام خواہد شد

سب کچھ بن جائیں گے۔ لیکن خدائے قدوس وحدہ لا شریک کے پجاری نہیں ہو سکتے اور اھوا (خواہشات) کی بھڑک پر مریں گے۔

آخیر میں اپنے مطلب کی وضاحت کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں تاکہ مطلب واضح ہو جائے۔ گھڑی کی ایجاد۔ وقت کی تحدید اور تعین کے لئے ہوئی ہے۔ جس کے خول کے اندر پنکھا لگا ہوتا ہے۔ جسے ایک قوت (چابی) چلاتی ہے۔ جو ایک باریک لوہے کی کمانی کی لپیٹ سے پیدا ہوتی ہے۔ جو ہاتھ کی طاقت سے لپیٹی جاتی ہے۔ یہ قوت پنکھے کو حرکت دیتی ہے۔ اور پنکھا دوسرے چکر کو چلاتا ہے۔اس طرح کئی چکر پھرتے ہوئے حرکت کو ایک خاص انداز میں لاتے ہیں۔ اور ایک ایک وقفہ ڈائل پر سوئی سے معین وقت ہوتا جاتا ہے۔

اگر کسی گھڑی کی کمانی خراب ہو جائے یا بے حرکت ہو جائے یا تیز

Marfat.com

چلنا شروع کر دے۔ گھڑی کی کمانی یا فل کی قوت جادہ جب تک متحرک ہو کر پنکھا سے گزرتی ہوئی اور چکروں کو پھیرتی ہوئی۔ گھڑی کے ڈائل کی سوئیاں ایک ایک حرکت معین نہ کریں۔ اس وقت تک وہ گھڑی گھڑی نہیں کہلاتی اور جب کوئی ایک نقص پیدا ہو جائے اور وہ حرکت سے رک جائے تو گھڑی بے کار ہو جائے گی۔ حرکت موجود ہے۔ لیکن ڈائل پر سوئیاں نہ ہونے کی وجہ سے یا سوئیاں موجود ہوں لیکن ڈائل جو نقاط متعین کرتا دکھاتا ہے وہ موجود نہ ہوں تو یہ تمام نقائص گھڑی کی قیمت کو گرا دیتے ہیں۔

پھر ایک گھڑی صحیح وقت دیتی ہو اور اپنے وقتی نشان کو اپنی رفتار وقت سے کامل نشانات پیدا کرتی ہو۔ لیکن صاحب گھڑی اپنے اوقات کا ضبط نہیں رکھتا۔ تب بھی یہ گھڑی فیشنی ہوگی۔ صاحب گھڑی اس کی صحیح قدر وقیمت نہیں اٹھا رہا۔ ایسے حال میں بھی گھڑی کبھی مفید نہیں ہو سکتی ہے۔ جب گھڑی والا وقت کی قدر و قیمت رکھتا ہو۔ اس وقت وہ گھڑی کے ایک ایک لمحہ کو مدنظر رکھے گا اور ایک آن بھی اپنے وقت کو ضائع سے بچائے گا۔

بعینہ یہی حال ہمارے سارے سالک کا ہے۔ قوت مربی۔ یا فضل ربی دل کے پنکھے کو چلائے اور پنکھا زیادہ حرکت دے یا کم۔ اور یہ حرکت تمام لطائف سے آسانی سے گزر کا انسانی حرکات و سکنات اور افعال پر اثر انداز نہ ہو۔ تو پھر یہ سلسلہ طریقت تمام کا تما بے کار ہو جاتا ہے۔

اس حرکت قلبی اور یاد الٰہی سے وہ فوائد حاصل نہ ہوں۔ جن کے لئے یہ حرکت قلبی اور یہ یاد پیدا کی گئی تھی۔ تو یہ یاد کس کام کی۔

Marfat.com

خوف الٰہی محبت الٰہی پیدا نہ ہو اور آداب الٰہی بجا لانے کی توفیق نصیب نہ ہو۔ تو پھر اس حرکت قلبی کا کیا فائدہ۔ ضرور ایک تماشہ ہے۔ لیکن تفریح نفسی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اور کولھو کے بیل کی طرح اسی یاد میں غرق ہو کر فنا ہو جائے گا۔ گو وہ خود خیال کرے کہ میں نے کنواں چلایا اور پانی نکالا۔ لیکن جب کھیت میں سیرابی نہیں ہوتی اور کنویں کا پانی کنویں میں گرتا ہے۔ اور باہر نکاس نہیں ہوتا اور کسی کے حلق میں شیریں پانی نہیں اترتا۔ اور کھیتی باڑی اس سے کاشت نہیں ہوتی تو پھر اس کنویں کا وجود لاحاصل۔ گو رواں ہے لیکن ایک بے کار کنواں۔ گو پانی ہے لیکن سیرابی نہیں۔ ایسے حال میں اس بے کار کنویں کو صحیح معنوں میں کنواں نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ ایک ڈُل کے نام سے موسوم ہو گا۔ جسے ناکارہ خیال کیا جاتا ہے۔

ذاکر جب تک ذاکر ہے وہ اپنی خودی میں مست۔ لیکن جب اپنا قدم اس سے آگے نکالتا ہے اور ذاکر مذکور ہو جاتا ہے اور اپنی ہستی کھو بیٹھتا ہے تو پھر خود ذکر ہو جاتا ہے۔

اس وقت ذکر ہی ذکر ہوتا ہے۔ لیکن جب ذکر بلند ہوتا ہے۔ اور قدم آگے بڑھاتا ہے۔ تو مذکور سامنے آجاتا ہے۔ اور ذکر مذکور میں مدغم ہو جاتا ہے۔ جیسے ذاکر ذکر میں گم ہوا تھا۔

اس وقت ذاکر مذکور ایک ہو جاتے ہیں۔ اور مذکور کے تمام خدوخال اور حال ذاکر کے چہرے اور اس کے حرکات و سکنات اور افعال و صفات میں نمودار ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک بندہ مطلق ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ جس کا تعلق ایک طرف دنیا کے ساتھ کامل ہوتا ہے اور دوسری طرف خدائے قدوس کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ عابد معبود ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتے ہیں اور قرآن حکیم اسی کو ان

الفاظ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ فکان قاب قوسین اوادنی۔

اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہی جس کو فاوحی الی عبدہ ماوحی ۔ سے ذکر فرمایا گیا۔ جس کی تصدیق بایں الفاظ فرماتے ہیں۔ ما کذب الفواد مارای۔ یہ منتہائے طریقت ہے۔ اس کے ورے اگرچہ کروڑوں مدارج منازل سلوک ہیں۔ لیکن جب تک انسان اس مرحلہ پر فائز نہیں ہوتا۔ وہ مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ جو طریقت کا مقصد ہے۔ اور نیابت نبوت حاصل نہیں ہوتی اور خلیفہ الٰہی نہیں کہلا سکتا۔

کیمیا بنانے والے جب کیمیا بنانے کے خیال میں اس خبط میں چلتے ہیں۔ دھاتوں کی تبدیلی کے لئے لاکھوں جتن کرتے ہیں اور سینکڑوں چیزوں کے کشتے اور تیل نکالتے ہیں۔ اگرچہ بہت سارے کشتے دوسرے امراض کے اور فوائد کے لئے اس تجزیہ میں ان کو معلوم ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب تک وہ سونا بنانے میں نہ پہنچیں اپنی محنت اور اپنا وقت ضائع خیال کرتے ہیں۔

بعینہ یہ حال یہاں ہے جو کچھ کشف و کرامت اور تصرف اس راہ طریقت میں حاصل ہوتے ہیں' ہوتے ہیں لیکن اس سالک کا دل ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے اصلی مقصد مشاہدہ الٰہی اور نور الٰہی کی طرف زیادہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہے لیکن پست ہمت اور طفلانہ عزم والے راستہ میں ہی اپنے مقصد سے ہٹ کر ان امورات مرغوبہ میں کھو جاتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ان منازل میں بیٹھنے سے ہم مقصد حیات سے محروم ہو رہے ہیں۔ اور جس غرض سے راہ سلوک اختیار کیا تھا وہ گم ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف اب رجعت قہقری شروع ہو گئی ہے۔

Marfat.com

پست ہمت طبائع سلوک مجددی کی تکمیل میں صرف لطائف کے روشن ہونے کو ہی خدائی مشاہدہ خیال کرتے ہیں۔ اور اکثر عمر کا ایک کثیر حصہ اس میں ضائع کر دیتے ہیں۔ شیشے کے جلا کا مقصود چہرہ زیبا کو دیکھنا ہے۔ نہ کہ خود شیشہ (آئینہ) کو جلا دیتے رہنا۔ ایسا ہی ذکر کو مقصود بنانا اور مذکور سے غافل ہونا ہے۔

اکثر سالکین راہ مولا اس دھوکے میں دیکھے گئے۔ کہ وہ ذکر کی لے میں ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکے۔ اور ایک خاص قسم کے رہبر ہو کر نیابت الٰہی سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ گئے جو بیچارہ اپنے گھر کو مکہ اور کعبۃ اللہ خیال کرنے لگے وہ بھلا کب کعبۃ اللہ کی طرف قدم اٹھائے گا۔ بلکہ دنیا کو بھی حقیقی کعبہ سے ہٹا کر اپنے کعبہ کی طرف دعوت دے گا۔ اور وہ یکجہتی اور مرکزیت امت مسلمہ جو کعبۃ اللہ کے ذریعے امت مسلمہ کو نصیب تھی اسے توڑ دے گا۔ اور وہ مقصد ملت جو امت مسلمہ کے قائم کرنے میں تھا گم ہو کر امت مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے پر تل جائے گا۔ ان الذین فرقوا دینھم و کانو شیعا لست منھم فی شی۔O

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے کر دیا اور وہ گروہ در گروہ ہو گئے آپ کو ان سے کوئی سرو کار نہیں ہے۔

اس کے زیر عتاب ہو جائے گا۔ ایسے سلوک اور ایسی طریقت سے دین کو کیا فائدہ؟ اور اسلام اس طریقہ پر کیسے فخر کر سکتا ہے؟ جو رسوائے شریعت غرا ہو۔ ایسی طریقت سے دنیا بیزار خدا بیزار گو چندے (چند افراد) اس میں داخل ہو کر قرب حق کے نعرے لگائیں۔ لیکن یہ آواز صدا بصحرا ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم ہونے والی ہوتی ہے۔

اول اسلام' پھر طریقت۔ جو طریقت اسلام کا ساتھ نہ دے۔ وہ طریقت کیا ہے؟ ایک وسوسہ ہے۔ گو تقرب انہیں کتنا ہی خیال میں ہو اور آثار تقریب بھی نمودار ہوں۔ لیکن ساقط الاعتبار۔ ھذا ما عندی و عند اھل الطریقت واللہ اعلم بالصواب۔

مربی اور مرشد خزینہ عرفان کا مالک ایسے چست و چالاک ڈرائیور کی طرح ہو کہ جس کی نظر صاف اور تیز دور تک آگے پیچھے دوڑتی جائے۔ اور اس کے ہاتھ سٹیرنگ پر خودبخود توجہ کے ساتھ چلتے جائیں۔ یعنی نظر میں ہیر پھیر کا ساتھ دیتے رہیں۔ جیسے اچھے منشی کے خیال پر خود بخود قلم موڑ کھاتی جاتی ہے اور حروف و الفاظ کے نقوش دینے میں تردد نہیں ہوتا۔ اور پٹرول چھوڑنے بند کرنے۔ تیز چلانے اور بریک کرنے میں اس کے اعضاء خودبخود و بلا فکر و تردد اس کی نظر کے پیچھے متحرک ہوتے اور چلتے ہیں۔ خصوصاً ایسے راستہ میں اور ایسی سڑک پر جہاں سینکڑوں کی نہیں ہزاروں کی آمد و رفت ہو۔ کاریں ہوں' چھکڑے ہوں' گڈے ہوں' اونٹ قطار در قطار ہوں۔ اور خلقت کی بھیڑ سے گزرنے سے اسے ذرا پریشانی نہ ہو۔ اور حوصلہ سے بیٹھا۔ موڑ بھیڑ سے کتراتا ہوا۔ کھڈوں درختوں سے بچاتا ہوا۔ اپنی گاڑی کو منزل مقصود پر لے جانے کے لئے بے تاب ہو۔ بعینہ یہی حال ہمارے مرشد و مربی کا ہو۔ سالک پر پورا دھیان ہو۔ کبھی اس کی آتش محبت کو بھڑکائے اور کبھی دھیما کرے موقعہ پر اسے صاف کرے اور ان تمام خطرات سے آگاہ بھی نہ کرے بلکہ اپنی توجہ تام سے اس کے فکر و نظر میں تبدیلی بھی کرتا جائے۔ اور دنیائے دنی سے اسے نکالنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرے۔ اور اسے تازہ دم رکھے۔

بعض مرشد و مربی اپنے متوسلین کو جب پہچانتے نہیں۔ تو وہ ان کی رفتار سلوک پر کیا نظر رکھیں گے۔ یا پہچانتے ہیں لیکن انہیں اپنی ذات کی ہستی میں استغراق ہے وہ اپنے مرید و سالک پر کیا توجہ دیں گے۔ ہاں! سالک کی اپنی استعداد کامل ہو۔ تو اس راہ پر خطر سے نکلتا ہے۔۔ ورنہ راستہ ہی میں چکنا چور ہو جاتا ہے۔ ہاں! بعض ست رفتار سالک اچھے رہتے ہیں۔ وہ آہستہ چلتے تھکتے نہیں۔ اور شاہراہ پر ہوتے ہیں جس پر چور چکار کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ یعنی راہ شریعت کے روشن میناروں کو نہیں چھوڑتے اور یہی مقصد مقصد حیات خیال کرتے ہیں۔ سالک سیرالی اللہ متوجہ الی اللہ میں کم غلطی کھاتا ہے۔ اس میں وہ شریعت مطہرہ پر چلنے کو فخر جانتا ہے۔ اور یہی اس کا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن جب سیر باللہ شروع ہوتی ہے اور صفات الٰہیہ میں تدبر شروع ہوتا ہے۔ اور مظاہر قدرت کے مختلف صور و اشکال میں حیران ہوتا ہے۔ تو اس وقت بے اختیار اس کی توجہ تشریعی نہیں رہتی۔ بلکہ تکوینی ہو جاتی ہے۔ اور وہ تکوین میں داخل ہو کر شریعت غرا سے لاپروا ہو جاتا ہے۔ وہی وقت ہوتا ہے جب مرشد کامل اور مربی تام کی سخت ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کٹھن منزل سے سالک کو ایسے طریقے سے نکالے کہ وہ اس حیرت چگونگی اور بیچونی سے نجات پائے۔ اور سیر فی اللہ کے بلند مرتبہ کی طرف متوجہ ہو۔

سیر فی اللہ کیا ہے؟ ذات اقدس کا کامل پرتو۔

سیر الی اللہ میں سالک خود تھا۔ سیر باللہ میں ہستی سے نیستی میں چلا گیا۔ اور سیر فی اللہ میں وہ ذات حقہ کے سوا کچھ نہ رہا۔ (وہی) ہر وقت سامنے ہے۔

"تجھ کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کروں"

اس وقت ایک طرف سالک اضطرار و التجا ہو جاتا ہے۔ ہر وقت مناجات شروع ہے۔ دل اور آنکھ اس کی طرف ہے۔ دوسری طرف رحمت خلق ہو جاتا ہے۔ اور قبولیت ہی قبولیت ہوتی ہے۔ وہ خود نہیں ہوتا۔ بلکہ کائنات کی طلب و استدعا ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف رحمت و قبولیت ہوتا ہے۔ تقدس بڑھتا جاتا ہے۔ اور صفائی پیدا ہوتی جاتی ہے' اخلاق روشن سے روشن تر ہوتے جاتے ہیں۔ افکار عالیہ سبزہ نوبہار کی طرح اگتے جاتے ہیں۔ غرض ایک بہار ہے۔ جس کے لئے خزاں نہیں۔

وہ جو آجائیں سمجھو بہار آگئی۔

اپنا غم نہیں رہتا لیکن لوگوں کے غم میں مبتلا رہتا ہے۔ دنیا کا ہر کرب اس کا کرب ہے اور دنیا کی ہر طلب اس کی طلب ہوتی ہے۔ وہ رحمت الٰہی کی طرح رحمت عالم ہو جاتا ہے۔

مشہور ہے نیم حکیم خطرہ جان' نیم ملا خطرہ ایمان۔" ایسا ہی حال مربی و مرشد کا ہے۔ مربی ناقص عمر ہی ضائع کر دیتا ہے۔ اور سلوک کی ابجد سے باہر نہیں نکال سکتا بلکہ مطمح نظر وہ نہیں دکھایا جاتا۔ جس کے حصول کے لئے راہ سلوک اختیار کیا گیا۔ اور جس کے لئے دنیا جیسی پیاری چیز کو طلاق دی گئی تھی۔

حضرت قبلہ مرشد میاں صاحب" (شرقپوری) ایک مرتبہ کسی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ وہاں کے امام کسی نمازی کو نماز پڑھانے کا طریقہ بتلا اور سمجھا رہے تھے۔ جب کھڑے ہونا تو سجدہ کی جگہ نظر رکھنا اور جب رکوع میں جاؤ تو پاؤں پر نظر رکھنا اور جب سجدہ میں گرو تو ناک سامنے ہو

Marfat.com

اور پیشانی و ناک برابر زمین پر لگے ہوں۔ جب بیٹھو تو سینہ پر نظر ہو۔

آپ نے بے اختیار ہو کر "تے او کتھے" (وہ کہاں) یعنی اللہ تعالیٰ کا خیال اور تصور کہاں گیا۔ اقبال لکھتے ہیں:۔

لوگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے   وہ دل' وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج   یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

بعینہ یہی حال ہمارے مرشدین کا ہے۔ اذکار ہیں۔ لطائف ہیں۔ ولایت ہے۔ کمالات ہیں اور ان کے تصورات۔ لیکن اندر وہ نہیں جس کے لئے تمام جتن کئے جا رہے ہیں۔

اس سے بڑھ کر یہ دھوکا بہت بڑا ہے کہ کچھ نہ ہو اور کہا جائے کہ سب کچھ ہو گیا

آں کس کہ ندا اند و بداند کہ بداند
درجہل مرکب ابدالدھر بماند

اس کا کوئی علاج نہیں ایک شد بد طالب علم کو کسی وہابی مولوی نے بخاری شریف پڑھا دی۔ وہ بخاری کیا پڑھے! درس بخاری کھول دیا۔ اور کریما' شیخ عطار پڑھنے والوں کو بخاری کا درس شروع کرا دیا الغرض بیس تیس طالبعلم جو ابھی بچے تھے۔ بلکہ الف ۔ ب پڑھنے والوں کو بھی بخاری شریف کے اسباق شروع کرا دیئے۔ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا تھا۔ ان بچوں کی بھلا کیا سمجھ میں آوے۔

لیکن اپنے زعم باطل میں وہ اپنے آپ کو بخاری کا عالم خیال کرتا تھا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ شد بد والے ایک حرف نہ پڑھ سکے۔ اور نہ کچھ سمجھ سکے۔ کورے جاہل تھے۔ اور ذہن میں تھا کہ بخاری پڑھی ہے۔

یہی حال ہمارے طریقت بھائیوں کا ہے۔ سلوک تمام کیا۔ لیکن خوف الٰہی ہے نہ محبت الٰہی۔ نہ توکل ہے نہ اکتساب رزق نہ زہد و تقویٰ پھر بھی باکمال' آزاد۔ حر۔ اپنی ضروریات میں ہر ایک کے محتاج۔ لیکن لوگوں کی ضروریات کے لئے داتا اور مالک۔ بھلا جو اپنی ضروریات میں محتاج ہے وہ دوسروں کی ضروریات پورا کرنے کا کیا حق رکھتا ہے۔ جب تک سالک اپنی ضروریات سے پاک نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک وہ مسند ارشاد پر قدم رکھنے کا حق دار نہیں ہوتا۔ کیا خوب کہا گیا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

یہ خلوت جب نصیب ہو تو سرگوشیوں کی ابتدا ہوتی ہے۔ تناجیِ الٰہی کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ ورنہ جب تک دنیا کا نقشہ سامنے ہے۔ اور دنیا کی طلب موجزن ہے۔اس وقت تک دنیا سے سرگوشی ہوتی ہے۔ جب یہ ختم ہو جائے تو تناجی الٰہی کی انتہا نہیں۔ لیکن آخر کار اس تناجی سے بھی سالک نکل کر محو حیرت ہو جاتا ہے۔ اور اللھم زد حیرتی فیک۔" حضرت صدیق اکبر کے حال کے مطابق زبان حال سے پکارتا ہے۔ لیکن اس ساری صورت میں اعمال و اشغال کا رخ شریعت حقہ کی طرف رہتا ہے اور توجہ شریعت حقہ کے روشن کرنے پر مرکوز رہتی ہے۔ یہ ہیں کمالات نبوت اور یہ ہے طریقت حقہ۔ جو سراسر نیابت رسالت ماب ﷺ کا نقشہ ہوتا ہے جسے ہر مسلم تسلیم کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اور بے دین اندر اندر خوف کھاتا ہوا گھلتا جاتا ہے۔ لیکن مربی ناقص۔ ابتداً تو سالک کو بڑے زور سے اٹھاتا ہے۔ اور ذکر کی لگن میں اسے لگا دیتا ہے۔ لیکن جب

Marfat.com

ذکر و فکر اپنے زور و شور پر ہو جاتا ہے تو آگے بڑھانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ نہ اس کی اپنی نظر بلند ہوتی ہے نہ سالک کی نظر بلند کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ذاکر یا سالک پھڑک کر وہیں زندہ درگور ہو جاتا ہے۔ اور ہر بے راہی اختیار کر جاتا ہے۔ جس سے اسے بچنا لازم تھا۔ بلکہ صراط مستقیم سے ہٹ کر باریک پگڈنڈیوں کو اختیار کر کے ہمیشہ کے لئے راہ شریعت سے بھٹک جاتا ہے۔ دھوکا اور بڑا دھوکا۔"

اس وقت اس کی محدود نگاہ اور ناقص عقل اسے دھوکہ دیتی ہے۔ کہ یہی کچھ ہے جو مجھے حاصل کرنا تھا۔ اور یہی حق ہے جو میں خود ہو بیٹھا ہوں اور یہی منشاء قدرت ہے۔

دنیا کچھ اور ہے باطن کچھ اور ہے۔ اپنے ظاہر و باطن کو جدا دیکھتا ہے اور اپنی اندھی روش کو طریقت کا نام دیتا ہے۔ اور اپنی خواہش کو الہام خیال کرتا ہے۔ اور اس سلسلہ الٰہی سے کٹ جاتا ہے۔ جسے انبیاء علیہ السلام نے قائم کرنے میں عمریں صرف فرمائیں تھیں۔ اور جو سراسر منشائے قدرت الیہ تھا۔ اور جس کے لئے قرآن حکیم جیسی پاک کتاب نازل ہوئی تھی۔ خود سوچئے اور خوب سوچئے۔

عوام کے ذہن میں ہے کہ کسی تجلی سے غشی یا بے ہوشی ہو جائے، تو یہ عین وصال یا مشاہدہ ہے لیکن آنحضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ قرآن پاک میں صاف الفاظ میں یہ بات واضح کرتا ہے۔

فرماتے ہیں۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسی صعقا فلما افاق قال سبحانک انی تبت الیک وانا اول المومنین۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ تجلی الہیٰ سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور جب انہیں افاقہ ہوا تو کہا اے اللہ تو پاک ہے اور میری توبہ۔

دیکھئے! بے ہوشی میں ہوش نہیں رہتا۔ جب ہوش نہ ہو تو مشاہدہ کیسے؟

مشاہدہ تو ہوش کا کام ہے۔ ہاں! روح کی تجلی سے طبیعت دنیاوی خیالات سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور کچھ وقت دنیا سے روح الگ ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے آگے کہ مشاہدہ روحی شروع ہو۔ وہ اسی وقت ہو گا جب روحی طور پر ہوش میں آجائے۔ جن لوگوں کو وجد ہوتا ہے ان کے سامنے وجد کے وقت کچھ نہیں ہوتا بلکہ ہوش پر جذبات بھڑکتے ہیں۔ اور پھر جذبات چور ہو کر بھسم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا۔ کہ ہوش آنے پر بھی صاحب وجد کے جذبات مدھم سی صورت میں باقی ہوتے ہیں۔ اگر یہ حالت کامل مشاہدہ کی ہوتی۔ تو حضرت خضر علیہ السلام کی تعلیم کی پھر کیا ضرورت تھی۔ بلکہ خضر علیہ السلام تعلیم مشاہدہ الہیٰ کا زینہ تھا۔

مشاہدہ اس وقت مشاہدہ کہلاتا ہے۔ جب مشاہد سامنے ہو اور مشاہد ظاہراً یا باطناً دیکھ رہا ہو۔ تجلی کی بے ہوشی کو مجاہدہ سے تعبیر کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے جو سالکین راہ کو دی جاتی ہے۔

الوجہ عنوان الباطن

(چہرہ دل کا آئینہ ہے)

گھڑی کی سوئیاں خول کے باطن کی حرکت بتاتی ہیں۔ کہ اندر کتنی حرکت ہو رہی ہے۔ اسی طرح انسانی دل کی کیفیت پوری کی پوری چہرے پر

Marfat.com

ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ غم آئے تو غم کے آثار چہرے کے رگ و ریشہ پر ابھر آتے ہیں۔ خوشی کی لہر اندر موجزن ہو تو چہرے بشرے پر خوشی کی شگفتگی آجاتی ہے۔ جب کسی کی محبت اندر جوش مارے تو آنکھیں محبت بھری ہو جاتی ہیں۔ اور یہ محبت بھری نگاہ دل والوں کو لبھا رہی ہوتی ہے۔

صوفیوں کے چہرے اپنی صوفیت کے نشان دے رہے ہوتے ہیں۔ اور مولویوں کے چہرے اپنے علم کا مقام بتلا رہے ہوتے ہیں۔ ایک متکبر انسان کی رعونت آنکھوں سے ٹپکتی نظر آتی ہے۔ اور ایک بے کس آنکھ اپنی بے کسی کا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ سالک کی باطنی صورت دیکھنے کے لئے چہرے کو دیکھا جائے جس درجہ پر چہرہ ہے۔ اسی درجہ کا باطن ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ اندر ہو ہو۔ اور باہر غیر ہو نظر آئے۔

اندر بھی ہو تے باہر بھی ہو
پھر باہو کتھے لبھیندا ہو

کمالات نبوت اندر چھپے نہیں رہتے۔ جب یہ کمالات آتے ہیں تو رسولی صورت و سیرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر فعل و حرکت سنت کے مطابق ہو جاتی ہے۔ اور وہی کچھ نظر آتا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کے عکس جمالی و جلالی میں نظر آتا تھا۔ کوئی بھی صاحب عقل یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ اندر تو جمال رسالت ہو باہر شیطانی لباس موجود ہو جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ نبوت کا راستہ چھوڑ دے۔ اور نبوت کو اپنا نجات دہندہ اور ملت اسلامیہ کا نجات دہندہ خیال نہ کرے اور ایک اوتار کی طرح نبوت کو خیال کرتا ہو۔ لیکن ایسی صورت میں اسے مسلمانی اور اسلام سے کیا واسطہ رہا۔ اور اس سے کیا تعلق۔ دنیا اسے پوجے لیکن ہمیں اس کے پوجنے کا کوئی حق

Marfat.com

نہیں۔ جو نبوت محمدی ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ

"بعد از خدا توہی بزرگ و برتر قصہ مختصر"

وہ ایک آن کے لئے کسی ایسے فقر کے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

میں ریل میں جا رہا تھا ایک پرانے دوست ملے جو طریقت میں سالک تھے۔ پوچھنے لگے کچھ فقر و طریقت پر بھی عبور ہے۔ اور کتنا ہے؟ میں نے کہا کہ ایک کتاب لکھی ہے۔ کہا۔ وہ تو کتاب ہے۔ آپ اپنا حال بتلایئے۔ میں نے عرض کیا حال کیا پوچھتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے ہوں۔ یہی میرا حال ہے۔ یہ سن کر حیران رہ گئے۔ غرض جو طریقت کے الف۔ ب سے بھی شناسا ہے۔ وہ کبھی کسی سالک کا حال دریافت نہیں کرتا۔ وہ صرف ایک نظر چہرے پر ڈالنے سے تمام کچھ دیکھ لیتا ہے۔ جو اس کے اندر ہے بلکہ کسی سالک یا ولی اللہ کے معمولات سے کامل پتا چل جاتا ہے کہ یہ حضرت کیا کچھ ہیں۔ اور کسی کی خدمت کی حاضری کا نقشہ ہی تمام کچھ سامنے کر دیتا ہے۔ جس پر اس ولی اللہ کے کارخانے یا مسند ارشاد کی بنیاد ہے۔ اور جو کچھ اس کے قلب پاک کے اندر ہے حضرت قبلہ میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ اس شناخت باطن میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ دیکھتے ہی وہ کچھ فرما دیتے تھے۔ جس کی ضرورت سالک کو ہوتی تھی اور اس سے اشاروں اور کنائیوں سے باتیں فرماتے۔ کہ خود حاضر دربار اپنے قلب کی کیفیات پر متوجہ ہو جاتا۔

آج بہت کم سالک ہیں۔ جو اپنے دل کی کیفیات کے مطالعہ پر حاوی ہوں۔ بلکہ دل کی کیفیات اور ہے۔ اور ظاہر کسی اور طرف جا رہا

Marfat.com

ہے۔ بعض اوقات آپ پڑھ رہے ہیں۔ اور سامعین سن رہے ہیں۔ لیکن خود قاری کو پتہ نہیں کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ ایسی صورت میں دوسرے تو کچھ حظ اٹھا رہے ہوں گے۔ لیکن خود قاری اس قرآن خوانی کے ثمر سے محروم۔ (کمثل الحمار یحمل اسفارا" (وہ ایسے حمار کی طرح ہیں جو کتابیں اٹھائے ہے) کا نمونہ ہو۔ تو اس اللہ اللہ کرنے سے کیا فائدہ۔ زبان پر استغفار کے کلمات پڑھے جا رہے ہیں۔ اور دل گناہ کی لذتوں میں غرق۔

برزباں تسبیح و درد دل گاؤ و خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اس لئے دل و زبان سالک کا ایک ہونا ضروری ہے۔۔ جو دل میں ہے وہی زبان پر ہو۔ اور جو زبان میں ہے وہی دل میں ہو۔ یہی طریقت ہے اور اسی طریقت کے حاصل کرنے کے لئے سلوک حاصل کیا جاتا ہے۔ لیکن خود طریقت یہ سکھائے۔ کہ اندر کچھ ہو اور باہر کچھ اور۔ تو ایسی طریقت کو کون کامیاب طریقت کہہ سکتا ہے۔ بلکہ ایک نامراد طریقت ہے۔ جس کا انجام کچھ خوش کن نظر نہیں آتا۔ بلکہ خوف ہوتا ہے۔ کہ اس طریقت سے کہیں اسلام کی جڑ ہی نہ کٹ جائے۔ اور رسوائے اسلام طریقت شیطانی دھوکہ نہ ہو۔ اور اپنی ذات طریقت کے لئے کوئی دام و تذویر نہ ہو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اس طریقت سے بچائے۔ اور واللہ یهدی من یشاء الی سواء السبیل کی طریقت پر مولا کریم ڈالے۔

رسالت اور عکس رسالت ہی رشد و ارشاد کا ذریعہ مقرر کیا گیا ہے۔ جس کے اندر عبدیت و معبودیت الگ الگ مشاہدہ میں ہیں۔

Marfat.com

مجاذیب جو سراسر حق کی نمائندگی کرتے ہیں وہ خود ہی روشن ہو کر بجھ جاتے ہیں۔

دیا دیئے سے جلتا ہے۔ لیکن یہ مجذوبی دیا ایسا ہے۔ جس سے بہت کم کوئی دوسرا دیا روشن ہوا۔ اس کی مثال اس پتے کی سی ہے جو دریا پر تیر رہا ہوتا ہے۔ خود تو پار اتر جائے گا۔ لیکن اس کے سہارے دوسرا کوئی پار نہیں اتر سکتا۔ بلکہ ایسا سہارا لینے والا ڈوب جاتا ہے۔

مکرمی! اپنے خط کا خلاصہ اس استدعا پر ختم کرتا ہوں۔ طریقت کے تمام انوار سمیٹ کر کیوں نہ شریعت حقہ کے اعمال و اشغال کے قالب میں ڈھالے جاویں؟ اور بے دین طریقت اسلام اور اہل اسلام سے ہمیشہ کے لئے ختم کر دی جائے! اور یہی قالب محمدی مشرب تا قیامت چمکنے والا رہے۔

بے دینی میں طریقت کے پھول کوئی پسندیدہ نہیں لیکن دین کے جسم میں یہ طریقت کے پھول کتنے زیب دیدہ ہوں گے۔ اور مسلمانوں کے لئے کتنے فخر کا باعث ہوں گے۔

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تومی روی بہ ترکستان است

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطئنا O

من آنچہ شرط بلاغ است با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیرد خواہ ملال

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمہ۔ انک انت الوھاب O

اسلامی ہدایت کے بعد ایک بے دین طریقت کھلی کجی نہیں تو کیا ہے؟

نشانے مقصود گنج تراز وادیم
برسی شاید تو رسیدیم گرمانہ

والسلام علی من اتبع الھدی

خادم طریقت و شریعت
محمد عمر (کان اللہ لہ)

Marfat.com

Marfat.com

مکتوب پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ○

عزیزم محترم زاد شرفہ و رشدہ

السلام علیکم و رحمہ اللہ

آپ کے خط پڑھکر خوشی ہوئی۔ کہ گویہ عاجز فقیر نہیں اور صاحب حال نہیں، لیکن فقراء کی خدمت میں بیٹھنے سے صواب و خطا کی شناخت عنایت فرما دی گئی۔

سبحان اللہ کیا تماشہ ہے۔

بشری گناہوں سے چھٹکارے کے لئے۔ طریقت کا گروہ صوفیت پیدا ہوا۔ لیکن شیطان رجیم کی چال بھی عجیب ہے۔ کہ بشری اور فطرتی گناہوں سے بچانے کے لئے ایک ایسا طریقہ پیش کیا کہ جس سے دین الٰہی کا استخفاف ہی نہ ہو بلکہ دین کی جڑ اکھڑ جائے۔

ہوا۔ لیکن شیطان رجیم کی چال بھی عجیب ہے۔ کہ بشری اور فطرتی گناہوں سے بچانے کے لئے ایک ایسا طریقہ پیش کیا کہ جس سے دین الٰہی کا استخفاف ہی نہ ہو بلکہ دین کی جڑ اکھڑ جائے۔

یہ شیوہ کفار کا تھا کہ وہ دین اور شریعت الٰیہ کے ذلیل کرنے کے لئے استہزاء کرتے تھے اور دین کی ہر ایک رسم پر پھبتیاں اڑاتے تھے۔

لیکن اس استہزاء کو اس شیطان رجیم نے پاک مسلمانوں کے دلوں میں بیج بونے کے لئے چپکے سے کہہ دیا کہ "صفائی قلب کے لئے شریعت الٰیہ کے خلاف عمل کیا جاوے تو نفس ملامت کھاتا ہے اور صفائی پکڑتا ہے۔

دیکھئے یہ ملعون کس راہ سے ہمارے نفوس پاک کو پلید کرتا ہے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتانا شریعت کے خلاف پوری پوری مہم احکام شریعت کے برخلاف طریقت کے نام سے اکسانا اور اس کی ترکیب سے نور الٰہی کے جلوے دلانے اور اس پر یقین محکم قائم کرانا' ظاہر اسلام کچھ نہیں' دورخی صورت ہے اور اندر کچھ اور ظاہر کچھ' گویا اسلام ایک منافقی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے وسوسہ شیطانی سے ہٹا دے۔

آپ کے ایک پیر بھائی موضع ٹھٹھی میں بحکم سرکار والا تبار تشریف لے گئے ہیں بعض کو توجہ کر کے لطائف روشن کرنے کرانے کے لئے ارشاد کیا۔ مانگٹ جاؤ۔ روزے کی جگہ علی اعلان برملا کھاؤ تمہیں جوتے پڑیں گے تمہارا نفس تب سیدھا ہوگا۔ خود سوچئے شریعت کے طریقہ سے سیدھا نہیں ہو سکتا تو کیا بے دینی اور تذلیل دین سے سیدھا ہو گا۔ یا تکبر باطنی بڑھے گا۔ جب دنیا کو معلوم کرایا جاوے کہ یہ ملنگیت بے شرعی حقیقی اسلام کا دوسرا نام ہے۔ اعاذنا اللہ۔

Marfat.com

میں نے مفصل خط آپ کو لکھ دیا ہے امید ہے کہ آپ غور سے مطالعہ کریں گے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ حقیقی طلب مولا رکھتے ہیں اور دعا چاہتے ہیں کہ کسی صورت سے اس راہ میں کامیاب ہو جاؤں۔

خدا کرے مشاہدہ اور جمال الٰہی سے آپ کو شرف حاصل ہو اور دعا سے شرف حاصل ہو۔ یہ دوسری خوشی ہے کہ آپ کسی کا کچھ دیکھتے سنتے بھی ہیں ورنہ ملنگ سنتے دیکھتے نہیں ہیں۔ شکر ہے آپ کی ملنگیت کمزور ہے۔

طالب دعا

آپ کا محمد عمر (کان اللہ لہ)

Marfat.com

Marfat.com

مکتوب ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہ بلند' سخن دل نواز و جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میرکارواں کے لئے

عزیزم حافظ صاحب زاد رشدہ' و استرشادہ'

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

خط پہنچا نہ معلوم کیوں ۶۲/۷/۳ کو ۳ بجے کے بعد ایک خط چند حروف کا آپ کے نام لکھا گیا۔ لیکن نظر ثانی کے بعد ہمت نہ ہوئی کہ سپرد ڈاک کروں کہ شایاد آپ بدشگونی خیال فرماویں۔ لیکن

منہ آئی بات نہ رہندی اے

جب لکھا گیا تو مناسب یہی نظر آیا کہ جب آپ کا خط خود محرک ہے تو میں کیوں اسے اپنے پاس رکھوں۔ "تحفہ محبت کے سوا کچھ نہیں" مجھے آپ کے بننے بگڑنے سے کیا واسطہ یہ کام اپ کے مرشد کا ہے۔ میں ضرور ان کے دل جلوں سے محبت رکھتا ہوں' جو کفن بردوش چلتے ہیں۔ لیکن یہ خیال ضرور کھٹکتا ہے کہ وہ مسکنت کہاں جو فقرا کا خاصہ ہے ذلت بناوٹی سے نفس کہاں گرتا ہے؟ بلکہ ابھرتا ہے۔ اور یہی

Marfat.com

"میں" جس کے مارنے کے لئے یہ رنگ اختیار کیا گیا تھا۔ زیادہ شوخ ہوتی جاتی ہے۔

خودی کی شوخی و تندی میں کبرو ناز نہیں
جو ناز ہو بھی تو بے لذت نیاز نہیں

تسکین دولت ہے۔ لیکن کیسی تسکین؟ نبوت کی تسکین اور ولایت کی تسکین کیا یہ دونوں ایک نہیں؟ یا الگ الگ ہیں؟ ہمارا مذہب تو وہی ہے جو طریقت کے آخری صفحہ پر دیا گیا۔

"ظاہر و باطن کی صفائی یکساں چلانے کا نام اسلام ہے"

ان تمام پر رحمت ہو جو اس کی تلاش و محبت میں سرگرداں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صراط مستقیم دکھائے۔

یایھا الذین امنوا کلو من طیبات واعملوا صالحاO

عمل صالح کیا ہیں: وہی ہیں جن کو قرآن حکیم نے عمل صالح قرار دیا ہے۔

فویل لھم مما کتبت ایدیھم و ویل لھم مما یکسبونO

وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی
میرے کام کچھ نہ آیا یہ کمال نے نوازی

والسلام علی من اتبع الھدی

خادم طریقت:

محمد عمر (کان اللہ لہ)

QAMAR-UL-ULOOM
QAMAR SIALVI ROAD
GUJRAT PAKISTAN
TEL. PH. 522555

Marfat.com

مکتوب ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم حافظ صاحب!

السلام علیکم و رحمہ اللہ

دعوت نامہ عرس مبارک آپ کی طرف سے موصول ہوا۔ مردہ زندوں کا ملنا تماشہ ضرور ہے۔ لیکن ہم جیسے نامراد نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں۔ ایسی صورت میں حاضری بے معنی۔ اور معلوم نہیں عزیز نے کس صورت دعوت دی جبکہ ہمارا مسلک الگ ہے۔

سنا ہے کہ عاشورہ کے دن کسی آپ کے رفیق نے کتا ذبح کر کے خود اور دوستوں کو کھایا' کھلایا۔ اگر صحیح ہے تو

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

لیکن اسلام کی یہ عزت ہے یا کچھ اور:

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

کفن بردوش عزیزوں کے انجام کا جو حشر ہو گا دیکھنے کی آرزو ہے آپ لوگ دنیا کے حشر کے متمنی اور یار لوگ آپ کے حشر کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

طریقت چلے گی لیکن یاران طریقت کیا ہوں گے!

اس کا جواب وقت دے گا۔

سلوک اور مقصد سلوک کے عنوان اور غرض سے آپ کے تمام مکتوبات بعض احباب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن ایک دو مکتوب نقل نہیں یہ حروف اسی محبت میں لکھ رہا ہوں۔ جو مجھے ابنائے طریقت سے ہے۔

خادم شریعت و طریقت

محمد عمر (کان اللہ لہ)

Marfat.com

حواشی

مقدمہ

ا۔ یہ صاحب للہ شریف کے رہنے والے ہیں اور حافظ قرآن اور بی اے' تلاش مولا کے لئے سب کچھ چھوڑا لیکن بد قسمتی سے گرمی زیادہ کھا گئے اور خلاف شرع امور پر اتر آئے۔ حلال و حرام کی تمیز اٹھا دی اور اسی غلط راہ کو طریقت سمجھ لیا۔

مکتوب اول

ا۔ حضرت صاجزادہ مطلوب الرسول صاحب سجادہ نشین للہ شریف۔ ضلع جہلم (۲) نور اسلام شرقپور شریف میں ایک رسالہ صاجزادہ جمیل احمد صاحب کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ (۳) حضور قبلہ عالم مرشدنا محمد عمر صاحب بیربلوی دام ظلہ کے بعض حقائق قرآنی وغیرہ اس میں شائع ہوتے رہے۔ (۴) حافظ سلطان بخش صاحب بے اے ملزم ملڈی اکاونٹس جو راہ مولا میں آکر گرمی کھا گئے۔ اور خلاف شرع امور پر اتر آئے۔ یہ صاحب للہ شریف کے رہنے والے ہیں اور پہلے حضرت صاجزادہ مطلوب الرسول صاحب کی خدمت میں آمد و رفت تھی اس لئے 'آپ کے مخلص' لکھا گیا ورنہ ان کی بیعت یہاں نہیں ہے:۔ (۵) صاجزدہ محبوب الرسول صاحب للہ شریف ضلع جہلم۔ (۶) حقائق قرآنی تیسرا حصہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ادارہ تصوف احمد پارک لاہور نے شائع کیا ہے۔ (۷) ان الفاظ نے بھڑکایا۔ حافظ صاحب نے لکھا تھا کہ اگر آپ اور میرے مربی اکٹھے ہو سکیں۔ تو اسلام کو بہت فائدہ پہنچے گا (۸) جان کائنات:۔ سبحان الذین بیدہ ملکوت کل شی (۹) وکذالک نری ابراھیم ملکوت کل شی۔ (۱۰) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا نہ ہو۔ (۱۱)

Marfat.com

اور تم خود کچھ نہیں چاہتے مگر وہی کچھ جو اللہ چاہے۔ (۱۲) بے شک اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اور اس نے ظلم کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب مقرر کیا ہے۔ (۱۳) پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی کی جو وحی کی۔ اور بھکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ (۱۴) جیسا آپ کو حکم ہوا اس پر قائم رہیں۔ (۱۵) آپ خواہش کے پیچھے نہ چلیں کہ یہ آپ کو راستے سے بے راہ کر دے گی۔ (۱۶) آپ کو اللہ نے حیران پایا تو راہ بتلا دی۔ (۱۷) نہ اللہ نے آپ کو جدا کیا اور نہ ہی وہ بیزار ہوا۔ اور آخرت (انجام کار) پہلے حال سے آپ کا بہتر ہے۔ (۱۸) تم مجھے یاد کرو گے میں تم کو یاد کروں گا۔ (۱۹) طلب و تلاش مولا میں عشق و محبت کی مستی ضروری ہے۔ ورنہ اتنا دور دراز راستہ طے کرنا ناممکن ہے۔ لیکن سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے عشق و محبت اور محبت کے آداب دونوں عنایت فرمائے اور اپنی سنت کے سوا کسی دوسری سرمستی کی اجازت نہ دی۔ باوجود اس کہ اگر کوئی شخص اپنی مستی میں کچھ غیر سنت افعال کرتا ہے۔ تو طریقہ محمدیہ ﷺ کیسے کہلا سکتا ہے۔ (۲۰) مشاہدہ:۔ نگاہ باطن سے جلوہ ہائے الٰہی دیکھنا۔ (۲۱) تواتر مسلسل شہادت (۲۲) قوت عمل (۲۳) محب کے دل کا سودا ہو رہا ہے۔ محبوب نے اس کی قیمت دریافت کی! عاشق نے اپنے دل کی قیمت محبوب کی ایک نگاہ بتلائی۔ اس نے کہا یہ قیمت زیادہ اور اس کو کم کریں۔ اس نے کہا کہ کبھی کبھی نظر فرمایا کریں۔ (۲۴) بے خیالی یعنی یک سوئی پیدا ہو جاتی ہے (۲۵) آپ خواہش سے نہیں بولتے مگر وحی ہے جو انہیں بھیجی جاتی ہے۔ (۲۶) مجھے محبت اس بات کی ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں۔ یہ ٹکڑا حدیث کا حصہ ہے مکمل حدیث یہ ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ مجھے محبت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے خلقت پیدا کی۔ (۲۷) متقابل۔ سامنے آنے والا۔ حضرت پیر مہر علی گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ چشتی سلسلہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں اور حضرت سلطان الاولیاء خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ (۲۸) حضرت خواجہ قطب عالم پیر حیدر شاہ صاحب جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ آپ بھی حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ مزار مبارک جلال پور شریف ضلع جہلم (۲۹) حضرت قبلہ عالم قطب الزماں میں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت قبلہ عالم محبوب الٰہی مرشدنا محمد عمر صاحب کے مدظلہ کے پیرو مرشد میں روضہ مبارک شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ (۳۰) حضرت فخر اولیاء حضرت قبلہ عالم خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہمارے آقا و مولا دام ظلہ کے جدامجد روضہ مبارک بیربل شریف ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا) (۳۱) یعنی ذکر و فکر میں کمی کے باوجود ان کا خاتمہ اچھا ہوا۔

Marfat.com

مکتوب دوم

(۱) مولوی خورشید صاحب سلطان بخش کے پیر بھائی ہیں اچھے خاصے مولوی تھے رنگ میں رنگے گئے۔ ڈاڑھی مونچھ منڈا کر ہر طرح کی شرعی پابندیوں سے آزاد ہو گئے۔ (۲) بھٹی میں آگ لگنے سے اینٹ بھٹور ہو جاتی ہے۔ (۳) یعنی روح زندہ ہو اور سینہ روشن ہو۔ لیکن ظاہر شکل اور اعمال و اطوار شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہوں تو حقیقی دین کی کوئی خدمت نہیں اور اگر اندر روشن نہ ہو اور ظاہری شکل و صورت شرعی ہو تو دین مبین کی سربلندی کے لئے نمایاں تاثرات پیدا نہیں کر سکتا۔ اس لئے ظاہر و باطن کی خوبی دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ (۴) ترجمہ: پیدا کیا انسان کو نطفہ سے پس وہ ظاہر جھگڑالو ہے۔ (۵) سلطان بخش صاحب کے پیرو مرشد میں محمد دین صاحب ساکن ڈنگہ ضلع گجرات نقشبندی مجددی ہیں اور اشغال و اعمال بھی یہی شروع کراتے ہیں۔ لیکن نہ معلوم کیا بات ہے کہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بہت سے لوگ شریعت کی پابندیوں سے نکل جاتے ہیں اور نماز روزہ تک چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (۶) تصوف کی اصطلاح میں فنا اس کیفیت کا نام ہے جس پر ظاہر پرستی کا مادہ انتہائی مضمحل ہو کر ختم ہو جائے اور الھویٰ (یعنی خواہش) کی نفی پیدا ہو جائے اور سالک مردہ بدست زندہ ہو۔ (۷) بقا تصوف کی اصطلاح میں اس کیفیت کا نام ہے کہ تجلیات الٰہی میں محو شدہ طالب مولا اپنے حواس ظاہر میں ایسی بیداری دیکھے جو رضائے الٰہی کے تمام امور میں اسے مستعد کر دے اور یہ دونوں کیفیات یکے بعد دیگرے سالک پر وارد ہوتی ہیں۔ پہلے فنا پھر بقا۔ جس کی جتنی فنا مکمل ہو گی اس کی اتنی بقا بھی مکمل ہو گی۔

مکتوب چہارم

(۱) یعنی پیر خانے حافظ صاحب قبلہ دام ظلہ کی خدمت میں کچھ دن رہے حالت بدلنے لگی۔ پھر اپنے پیر خانے ڈنگہ ضلع گجرات چلے گئے حضور کو خط لکھا جس کے جواب میں آپ یہ خط لکھ رہے ہیں (۲) لاپروائی کرنا (۳) ترجمہ آیہ کریمہ۔ تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، تو پاک ہے لیکن میں ظالموں سے ہوں۔ (۴) اہل رسالت یعنی اہل شرع کے مقابلے کے لوگ (مجازی) (۵) سالکین (۶) مجاذیب (۷) ہیولے۔ ابتدائی مادہ کو کہتے ہیں ترجمہ ہوتا۔ (۸) مجذوب ہو جاتا ہے (۹) واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔ (۱۰) محمد مصطفیٰ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ (شریعت) کو جس نے چھوڑا وہ کبھی کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ (۱۱) پس نہ تزکیہ نفس کے متعلق دعویٰ کرو۔ وہ خوب جانتا ہے اسے جو متقی ہوا۔ (۱۲) یعنی محبت ایک اعتدالی کیفیت ہے اور عشق ایک فرط محبت کا نام ہے۔ جب یہ تیزی سے ٹوٹ جاتی

Marfat.com

ہے۔ تو اعتدال کی طرف رجوع کرتی ہے اور محبت کی آخری حقیقت یہی ہے۔ (۱۴) بارگاہ خداوندی (۱۵) اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (۱۵) برباد کنواں۔ (۱۶) ترجمہ:۔ پس وہ فاصلہ دو گوشہ کمان تھا یا اس سے کم۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو وحی کی جو وحی کی۔ (۱۷) دل نے جو دیکھا اس میں غلط نہ کہا۔ (۱۸) الٹی چال اور الٹے پاؤں چلنا (۱۹) طبع سالک اور استعداد سالک سے ناواقف ہیں۔ (۲۰) شریعت:۔ اصول ملت جس میں آسمانی اوامرو نواہی کے ذریعے سالک چلتا ہے۔ (۲۱) تکوین:۔ تخلیقی حکمتیں جن کے ذریعے موت وحیات اور نفع و نقصان کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔ (۲۲) اس کی طلب شخصی طلب سے نکل کر نوعی طلب ہو جاتی ہے۔ (۲۳) بات چیت چپکی بات چیت۔ مناجات کا لفظ اسی سے ہے جو دعا پر استعمال ہوتا ہے۔ (۲۴) یا الہی اپنی ذات میں میری حیرت بڑھا دے۔ (۲۵) مشاھَد معنی دیکھا ہوا۔ (۲۶) مشاہِد۔ معنی دیکھنے والا۔ (۲۷) اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ (۲۸) ہمارے پروردگار ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بے شک تو بہت عطا فرمانے والا ہے۔۔

مکتوب پنجم۔

(۱) اللہ تعالیٰ ہمیں پناہ دے۔ (۲) تمہارے پیر طریقت (۳) تحصیل پھالیہ میں ایک گاؤں

مکتوب ششم

(۱) انانیت۔ (۲) دیکھیں طریقت کی حقیت صفحہ ۱۵۵ (۳) ترجمہ:۔ اے ایمان والو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل صالح کرو۔ (۴) ترجمہ: خرابی ہے ان کے لئے اس چیز سے جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھی اور خرابی ہے ان کے لئے اس چیز سے جو وہ کماتے ہیں۔

Marfat.com

زاویہ